مدیر مسئول
محمد عطاء اللہ حنیف

جماعت اہلحدیث کا ترجمان اور مسلک اہلحدیث کا داعی

جلد ۳۶ شمارہ ۱۸ — جمعۃ المبارک — ۵ ربیع الاول ۱۴۰۵ھ
۳۰ نومبر ۱۹۸۴ء

مندرجات

مجلس ادارت
حافظ صلاح الدین یوسف
علیم ناصری
ایم۔ اے

معاون
محمد سلیمان انصاری

بدل اشتراک: سالانہ ۵۰ روپے
فی پرچہ ڈیڑھ روپیہ
ممالک غیر ۲۰ پونڈ

علیم ناصری

اے کلکِ ثنا سرورِ عالمؐ کی رقم کر
اے قلبِ حزیں ذکرِ شہنشاہِ امم کر

اس طاہر و اطہر کے محاسن کے بیاں میں
پاکیزگیٔ فکر و تخیل کو بہم کر

تسخیرِ دو عالم ہے محمدؐ کی اطاعت
مت شوقِ در آویزیٔ اسکندر و جم کر

مسلم ہے تو آقا جہاں روکیں وہیں رُک جا
ارشاد جو فرمائیں تو گردن وہیں خم کر

آقا نے بچایا ہے تجھے بَعل و ہُبل سے
اب قلب میں پیدا نہ کوئی تازہ صنم کر

پھر دیر و کلیسا سے اُٹھا نعرۂ ناقوس
ملت کی حفاظت کے لئے فکرِ حرم کر

ہر حرف ہو تعلیمِ محمدؐ کا مرقع
اس طور یہاں پرورشِ لوح و قلم کر

تہذیبِ رسولِ عربیؐ سب کے لئے ہے
عالم میں بلند امن و اخوت کا عَلَم کر

مومن کو تو ہے اَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ کا مژدہ
کچھ خوفِ جہاں کر نہ کوئی رنج و الم کر

توحید[1] ہے توحید رسالت ہے رسالت
رُتبے میں نہ توحید و رسالت کو بہم کر

دولت ہے علیم اسوۂ آقائے زمن خود
غیروں سے نہ کچھ خواہشِ دینار و درم کر

[1] یہ شعر ایک بدعتی نعت گو شاعر کے جواب میں کہا گیا۔

ہفت روزہ
الاعتصام لاہور
فون مولانا محمد عطاء اللہ حنیف (گھر) ۶۲۴۷۶
۳۰ نومبر ۱۹۸۴ء
۵ ربیع الاول ۱۴۰۵ھ
فون دفتر الاعتصام ۵۴۴۰۶
جلد ۳۶
شمارہ ۱۸

اتحادی فارمولے — مولانا عبدالستار خاں نیازی کے

مولانا عبدالستار خاں نیازی پرانے مسلم لیگی تھے۔ اب جمعیت علمائے پاکستان کے جنرل سیکرٹری اور مسلکاً حنفی (بریلوی) ہیں۔ ان کو اپنی لیڈری کا بھی زعم ہے۔ اور عالم دین ہونے کا بھی دعویٰ ہے۔ گزشتہ اگست میں انہوں نے اتحاد بین المسلمین کے لئے "نوائے وقت لاہور" میں ایک سلسلۂ مضامین شروع کیا تھا۔ اور اتحاد کے لئے بزعم خویش بڑے مؤثر فارمولے پیش کئے تھے۔ مگر ان فارمولوں میں اتحاد سے زیادہ انتشار کی کارفرمائی تھی۔ کیونکہ نیازی صاحب اس اتحاد کو اپنی بریلوی شریعت کے تابع رکھنے کے خواہشمند دکھائی دیتے تھے۔ ان کے مضامین کی جتنی قسطیں شائع ہوئیں ان میں انہوں نے دیوبندی اور اہلحدیث مسلک کے خلاف جی بھر کر زہر اگلا، اور ان کی کتابوں کے اقتباسات اس انداز سے پیش کئے کہ گویا یہ دونوں طبقے اسلام سے منحرف ہیں اور اصل اسلام صرف بریلوی مکتبۂ فکر (جس کو وہ سوادِ اعظم کہتے ہیں) کے عقائد میں مضمر ہے۔ ظاہر ہے کہ یہ انداز نہ قابلِ پذیرائی تھا۔ اور نہ قابلِ عمل — لہٰذا ان کے ان مضامین کو زیادہ قابلِ اعتناء نہ سمجھا گیا۔ صرف کہیں کہیں سے آواز اٹھی اور وہ بھی ان کے خلاف اٹھی —

اب ۲۴ نومبر کے نوائے وقت میں پھر مولانا نے اتحاد کے لئے اپنی بے تابی کا اظہار یوں کیا ہے ؎

کم نظر بے تابیٔ جانم ندید
آشکارم دید و پنہانم ندید

اور پھر اپنے فارمولوں میں تھوڑی بہت کتر بیونت کرکے وہی پرانا راگ الاپا ہے اور اتحاد کی بات کرنے سے پہلے حریف کو چت کرکے اپنی بات منوانے کا طریقہ اختیار کیا ہے۔ اب کے دیوبندی حضرات کو پچھاڑنے کے لئے دیوبند کے جشنِ صد سالہ میں اندرا گاندھی کی صدارت کا طعنہ کسا ہے حالانکہ گزشتہ دنوں اندرا گاندھی کے قتل کے بعد وہاں کے مسلمانوں نے اس پر قرآن خوانی اور ایصالِ ثواب کا اہتمام بھی کیا تھا۔ جس میں یقیناً دونوں حنفی بھائی (دیوبندی - بریلوی) شامل ہوں گے (تفصیلات کا علم ذرا دیر سے ہوگا) اس کے علاوہ مولانا نے کنز الایمان کی فضیلت کے مدِنظر دوسرے تمام مکاتبِ فکر کے خاص نام گنوائے ہیں۔ اور یہ ظاہر کیا ہے کہ ان تمام نسبتوں سے بالاتر ہو کر اتحاد کی طرف آئیں۔ وہ نسبتیں دیکھیے جن کو نہایت تحقیر آمیز انداز میں پیش کیا گیا ہے — وہابیت، نجدیت، سلفیت، سنیت، شیعیت، خارجیت، دیوبندیت۔ (ان میں بریلویت کو سنیت سے تعبیر کیا گیا ہے) ان میں پہلی تینوں نسبتیں تو اہلحدیث کے لئے ہیں۔ اور باقی سب واضح ہیں —!! ہم ان پر زیادہ گفتگو کرنا

تضییع اوقات سمجھتے ہیں کیونکہ جو شخص سلفیت کے اصل مفہوم اور اس کی اہمیت سے ناواقف ہے یا کم از کم منکر ہے۔ اس کے حق میں قُولُوا سَلَامًا ہی بہتر ہے ۔ — اصل بات تو وہ ہے جس کی طرف حضرت نیازی نے اپنی نیاز مندی کا اشارہ کیا ہے۔ وہ چاہتے ہیں کہ تمام مکاتبِ فکر ہندوستان کے بعض بزرگ علماء کی کتب پر متفق ہو جائیں جن میں ایصالِ ثواب کا مروجہ طریقہ اور مولود خوانی کو جائز کہا گیا ہے۔ اس کے لئے انہوں نے المہند علی المفند، فیصلہ ہفت مسئلہ، قصائدِ قاسمی، امداد السلوک اور نالہ امدادِ غریب کو کتبِ قیمہ قرار دیا ہے، اور آگے چل کر ان میں بھی تخفیف کر کے حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمہ اللہ کے "فیصلہ ہفت مسئلہ" کو بطور قولِ فیصل پیش کیا ہے۔ یہ ہے مولانا نیازی کا "آخری اور فیصلہ کن اتحادی فارمولا"۔

اللہ تعالیٰ تو ہمیں یہ حکم فرماتا ہے کہ فَإِنْ تَنَازَعْتُمْ فِي شَيْءٍ فَرُدُّوهُ إِلَى اللَّهِ وَالرَّسُولِ — نیازی صاحب فرماتے ہیں — فَرُدُّوهُ إِلَى فیصلہ ہفت مسئلہ — ؟

ع بسوخت عقل ز حیرت کہ ایں چہ بوالعجبی ست

یہ "اتحادی فارمولا" ہے یا "امدادی فارمولا" — ؟

محترم نیازی صاحب سے ہم گزارش کرنا چاہتے ہیں کہ ہم ان تمام علمائے کرام کو واجب التعظیم جانتے ہیں مگر دینی عقائد و اعمال میں ہمارے پاس صرف ایک ہی فارمولا ہے۔ اور وہ سید المرسلین رحمۃ للعالمین محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی وہ حدیثِ مبارک ہے جو آپ کی تمام قلابازیوں کا توڑ ہے۔ تَرَكْتُ فِيكُمْ أَمْرَيْنِ لَنْ تَضِلُّوا مَا تَمَسَّكْتُمْ بِهِمَا كِتَابَ اللَّهِ وَسُنَّةَ رَسُولِهِ — ! اگر آپ کو اتحاد کے لئے بے تابی ہے اور آپ کے "آشکار اور پنہاں" جذبات واقعی ملتِ پاکستان کو ایک پلیٹ فارم پر دیکھنے کے متمنی ہیں تو آپ اپنے "عشقِ رسول" کے دعوے کو عملی جامہ پہنائیں اور فرمانِ رسول کی طرف آئیں۔ المہند اور ہفت مسئلہ کے کنوئیں نہ جھانکتے پھریں۔

ہمیں افسوس ہے کہ آپ نے منزلِ اتحاد پر پہنچنے کے لئے بڑا طویل سفر کیا۔ اور تحقیق و تفحص کے میدان میں گھوڑے دوڑائے۔ کتنی کتابوں کی ورق گردانی کی اور کتنے عقائد کی چھان پھٹک میں سر کھپایا۔ مگر آپ کو اپنی جیب میں رکھے ہوئے کلامِ الٰہی کا یہ نغمہ سنائی نہ دیا۔ — مَا آتَاكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوا — الآیۃ — آپ کی مساجد سے یا رسول اللہ کے نعرے تو بلند ہوتے ہیں اور دن رات نعت خوانی میں آپ کے لاؤڈ سپیکر عشقِ رسالتمآب کی فلم زدہ دھنیں تو فضاؤں میں بکھیرتے رہتے ہیں مگر فرمانِ رسول پر عمل کرنا آپ کے پروگرام ہی سے خارج ہے — آخر کیوں؟ جو آپ کو توحید و سنت کی دعوت دے وہ تو نجدی اور وہابی اور آپ کے نزدیک گردن زدنی — ! اور جو حدیثِ رسول ﷺ کی صریحاً خلاف ورزی کرے اور زبان پر نعرۂ عشقِ رسول ﷺ رکھے وہ آپ کا محبوب اور عین اسلام کا حامل؟ آخر یہ کیا تضاد ہے؟ آپ اپنے گریبان میں جھانکئے اور اپنے طائفے کے عشقِ رسول کا جائزہ لیجئے پھر بات آگے بڑھائیے اور اتحاد کا مبارک کلمہ منہ سے نکالئے — اتحاد عقائد کی یک جہتی پر ہوتا ہے۔ لَكُمْ دِينُكُمْ وَلِيَ دِينِ پر نہیں — اور اسلام میں عقاید کی یک جہتی کتاب و سنت کے علاوہ کسی چیز میں نہیں — اگر آپ اس بنیاد پر جمع ہونے کو تیار ہیں تو ہمارے دروازے کھلے ہیں۔ کتاب اللہ و سنتِ رسولہ ہمارے درمیان فیصلہ کرنے کو موجود ہے — ہم آپ کا انتظار کرتے ہیں ؎

اے خوش آں روز کہ آئی و بصد ناز آئی
بے حجابانہ سوئے محفلِ ما باز آئی

درس منتخبات قرآن پروفیسر عبداللہ شاہین، حافظ آباد

اقتدارِ اعلیٰ

اَللّٰہُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ اَلْحَیُّ الْقَیُّوْمُ لَا تَاْخُذُہٗ سِنَۃٌ وَّلَا نَوْمٌ لَہٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ مَنْ ذَا الَّذِیْ یَشْفَعُ عِنْدَہٗٓ اِلَّا بِاِذْنِہٖ یَعْلَمُ مَا بَیْنَ اَیْدِیْھِمْ وَمَا خَلْفَھُمْ وَلَا یُحِیْطُوْنَ بِشَیْءٍ مِّنْ عِلْمِہٖٓ اِلَّا بِمَا شَآءَ وَسِعَ کُرْسِیُّہُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَلَا یَئُوْدُہٗ حِفْظُھُمَا وَھُوَ الْعَلِیُّ الْعَظِیْمُ ۝ (البقرہ ۲۵۵)

ترجمہ: اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ زندہ ہے سب کا تھامنے والا۔ نہ اس کو اونگھ دبا سکتی ہے نہ نیند۔ آسمانوں اور زمین میں جو کچھ بھی ہے سب اُسی کا ہے۔ ایسا کون ہے جو اس کی اجازت کے سوا اس کے ہاں سفارش کر سکے۔ مخلوقات کے تمام حاضر اور غائب حالات کو جانتا ہے۔ اور وہ سب اس کی معلومات میں سے کسی چیز کا احاطہ نہیں کر سکتے مگر جتنا کہ وہ چاہے۔ اُس کی کرسی نے سب آسمانوں اور زمین کو اپنے اندر لے رکھا ہے۔ اور اللہ کو ان دونوں کی حفاظت کچھ گراں نہیں گذرتی۔ اور وہی سب سے برتر عظمت والا ہے۔"

تفاسیر

ابنِ کثیر

اس مبارک آیت میں دس جملے ہیں۔ پہلے جملے میں اللہ تعالےٰ کی وحدانیت کا بیان ہے کہ مخلوق کا وہی ایک اللہ ہے۔ دُوسرے جملے میں ہے کہ وہ خود زندہ ہے جس پر کبھی موت نہیں آئے گی۔ دوسروں کو قائم رکھنے والا ہے۔ پس تمام موجودات اُس کی محتاج اور وہ سب سے بے نیاز ہے۔ کوئی بھی بغیر اس کی اجازت کے کسی چیز کا سنبھالنے والا نہیں۔ پھر فرمایا نہ تو اس پر کوئی نقصان آئے نہ کبھی وہ اپنی مخلوق سے غافل اور بے خبر ہو۔ بلکہ ہر شخص کے اعمال پر وہ حاضر، ہر شخص کے احوال پر وہ ناظر، دل کے ہر خدشے سے وہ واقف، مخلوق کا کوئی ذرہ بھی اُس کی حفاظت اور علم سے کبھی باہر نہیں۔ یہی پُوری قیومیت ہے۔ اُونگھ اور غفلت سے، نیند اور بے خبری سے اُس کی ذات پاک ہے۔ آسمان و زمین کی تمام چیزیں اُس کی غلامی، ماتحتی اور سلطنت میں ہیں۔ بغیر اس کی اجازت اور رضامندی کے کسی کی جرأت نہیں کہ اس کے سامنے کسی کی سفارش میں زبان کھولے۔ حدیث شفاعت میں بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ میں خدا کے عرش تلے جاؤں گا اور سجدے میں گر پڑوں گا۔ اللہ تعالےٰ جب تک چاہے گا مجھے سجدے میں پڑا رہنے دے گا۔ پھر کہا جائے گا کہ اپنا سر اُٹھاؤ۔ کہو! سُنا جائے گا، شفاعت کرو۔ منظور کی جائے گی۔ آپؐ فرماتے ہیں۔ پھر میرے لئے حد مقرر کی جائے گی۔ اور میں انہیں جنت میں لے جاؤں گا۔

وہ خدا تمام گزشتہ، موجودہ اور آئندہ کا علم رکھتا ہے۔ وہ ساری مخلوق کے اعمال پر خبردار اور نگہبان ہے۔ کوئی چیز اس سے پوشیدہ نہیں۔ تمام مخلوق اُس کے سامنے حقیر، ذلیل، پست، محتاج اور فقیر ہے۔ وہ غنی، حمید اور جو کچھ چاہے، کر گذرنے والا ہے۔ کوئی اس پر حاکم نہیں، باز پرس کرنے والا نہیں۔ وہ ہر چیز پر غالب، ہر چیز کا حافظ اور مالک ہے۔ وہ بلندی اور رفعت والا ہے۔ عظمت بڑائی اور کبریائی والا ہے۔ اُس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔ نہ اُس کے سوا کوئی خبر گیری کرنے والا، پالنے پوسنے والا اور عظمت والا ہے۔

تفہیم القرآن

یہ اُن مشرکین کے خیالات کا ابطال ہے جو بزرگ انسانوں یا فرشتوں یا دوسری ہستیوں کے متعلق یہ گمان رکھتے ہیں کہ خدا کے ہاں ان کا بڑا زور چلتا ہے جس بات پر اَڑ بیٹھیں وہ منوا کر چھوڑتے ہیں۔ اور جو کام چاہیں خدا سے لے سکتے ہیں۔ اُنہیں بتایا جا رہا ہے کہ زور چلانا تو درکنار، کوئی بڑے سے بڑا پیغمبر اور مقرب ترین

(باقی ص ۱۵ پر)

تحریر: ڈاکٹر ثریا ڈار

مولانا اسمٰعیل شہیدؒ اور مولانا فضل حقؒ خیر آبادی

ماہنامہ فکر و نظر اسلام آباد شمارہ ستمبر ۱۹۸۴ء میں ڈاکٹر ثریا ڈار صاحبہ کا ایک مضمون بعنوان علامہ فضل حق خیر آبادی شائع ہوا ہے۔ مذکورہ مجلہ کے شکریے کے ساتھ ہم ذیل میں اس مضمون کا ایک اقتباس پیش کر رہے ہیں۔ اسی مضمون کے صفحہ ۵۰ پر مولانا موصوف کے تبحر علمی کے ذکر میں "تذکرہ علمائے ہند" سے ایک جملہ لکھا گیا ہے جو قابل داد ہے۔
" دوازدہ صد و شصت و چہار ہجری مؤلف ہیچمدان بمقام لکھنؤ بخدمتش رسیدہ دید کہ درعین حقہ کشی و شطرنج بازی تلمیذی را سبق افق المبین می داد و مطالب کتاب را بہ متعلم باحسن بیانی دلنشیں می نمود "۔ (یعنی ۱۲۶۴ھ میں یہ ناچیز مؤلف ان کی خدمت میں لکھنؤ پہنچا اور دیکھا کہ عین حقہ کشی اور شطرنج بازی کے دوران ایک شاگرد کو افق المبین کا سبق دے رہے تھے اور طالب علم کو کتاب کے تمام مطالب نہایت عمدہ طریقے سے دل نشیں کرا رہے تھے) (ادارہ)

علامہ فضل حق خیر آبادی اپنے عہد کے متبحر عالم تھے۔ ان کے ہم عصروں میں شاہ اسماعیل شہیدؒ، حکیم مومن خاں مومنؔ اور مرزا نوشہ (غالب) بہت مشہور ہیں۔ شاہ اسمٰعیل شہید اور علامہ صاحب امکان النظیر و امتناع النظیر، رفع الیدین اور آمین بالجہر کے موضوعات پر اکثر بحث مباحثے کرتے رہتے تھے۔ جن میں آخر کار شاہ صاحب بازی لے جاتے تھے۔ اگرچہ مومن خاں مومنؔ اور مرزا غالب، علامہ کے بہت قریبی اور قدیم دوست تھے لیکن قربت اور دوستی پر حق بات کو ترجیح دیتے تھے۔ جیسا کہ "امیر الروایات" میں ہے کہ "جب شاہ اسماعیل صاحب اور علامہ فضل حق صاحب میں تحریری مناظرہ ہوتا تو شاہ اسمٰعیل کا قاعدہ تھا کہ جب آپ کے پاس علامہ فضل حق صاحب کی تحریر پہنچتی تو فوراً جواب دیتے۔ اور بعض اوقات تو ایسا ہوا کہ آپ تیر رہے ہیں اور تیرنے کی حالت میں آپ کے پاس تحریر پہنچتی۔ آپ نے تیرتے ہی تیرتے اس کا جواب لکھوا دیا۔ ایک مرتبہ ایسا اتفاق ہوا کہ مومن خاں اور مولوی فضل حق صاحب شطرنج کھیل رہے تھے اور مولوی فضل حق صاحب نے شاہ محمد اسماعیل کے پاس تحریر بھیجی تھی۔ اتفاق سے ان کے شطرنج کھیلنے میں آدمی واپس آ گیا۔ مولوی فضل حق نے دریافت کیا کہ جواب لائے۔ اس نے کہا کہ جواب نہیں دیا اور کہا فلاں وقت دوں گا۔ چونکہ یہ بات شاہ اسماعیلؒ صاحب کے طرز کے خلاف تھی اس لئے علامہ فضل حقؒ صاحب نے سمجھا کہ اب شاہ اسماعیلؒ عاجز آ گئے اور یہ سمجھ کر کہا کہ بس دے لیا جواب۔ یہ بات مومن خاں مومنؔ کو ناگوار گذری۔ انہوں نے کہا کہ وہ بات ہی کیا، جس کا جواب مولانا صاحب نہیں دے سکتے۔ اس پر ان میں گفتگو شروع ہو گئی اور مومن خاں مناظرہ میں غالب رہے۔ چونکہ گفتگو میں مزاج مکدر ہو گیا تھا۔ اس لئے مومن خاں یہ شعر کہہ کر چل دیئے۔

لے نام آرزو[1] کا تو دل کو نکال دیں
مومنؔ نہ ہوں جو ربط رکھیں بدعتی سے ہم

"جب علامہ فضل حق صاحب نے دیکھا کہ مومن خاں ناراض ہو گئے تو وہ ان کو منانے کے لئے گئے اور کچھ گفتگو ہو کر صلح ہو گئی۔ بلند پایہ شاعر مرزا نوشہ بھی علامہ فضل حق کے قدیمی

[1] حاشیے میں لکھا ہے کہ آرزو علامہ موصوف کا تخلص تھا (ع، ن)

دوست تھے۔ علامہ صاحب نے مرزا صاحب کی توجہ شاعری کے ساتھ ساتھ مذہبی بحثوں کی طرف بھی مبذول کی اور مرزا صاحب سے نہایت اصرار کے ساتھ فارسی میں وہابیوں کے خلاف مثنوی لکھنے کا وعدہ لیا۔ جس میں ان کے بڑے بڑے اور مشہور عقیدت مندوں کی تردید اور خاص طور پر شاہ اسمٰعیل کو مخاطب کرکے امتناع النظیر خاتم النبیین کے مسئلہ کو زیادہ شرح و بسط کے ساتھ بیان کرنے کی فرمائش کی۔[1] علامہ صاحب شاہ اسماعیل کی مخالفت کا کوئی موقع ہاتھ سے نہ جانے دیتے تھے۔ جب شاہ اسماعیل نے جامع مسجد دہلی کے تبرکات نبوی کے خلاف مسلمان قوم کو شرک و بدعت سے دور رہنے کے لئے وعظ و تذکیر کے ساتھ صحیح اسلامی توحید کا نقشہ پیش کیا تو دنیا طلب مولویوں کے گروہ میں آگ بھڑک اٹھی۔ اور وہ سب آپ کی مخالفت پر آمادہ ہوگئے۔ جب وہ لوگ آپ کے خلاف کچھ نہ کر سکے تو انہوں نے ڈیڑھ ہزار دستخطوں پر مبنی ایک درخواست علامہ فضل حق صاحب کی تائید کے ساتھ انگریز حاکم کے سامنے پیش کی۔ جس میں شاہ اسماعیل ہی کامیاب رہے۔ نتیجتاً شاہ صاحب نے جہاد باللسان کی بجائے جہاد بالسیف کے وعظ کا آغاز کر دیا۔

مولانا عبدالشاہد خاں شروانی "باغی ہندوستان" میں علامہ فضل حق خیرآبادی کی شاہ اسماعیل شہیدؒ سے مخالفت کا ذکر "تقویۃ الایمان" کے حوالے سے اس طرح کرتے ہیں کہ اس کتاب میں افراط و غلو کے نتیجے میں مولانا کے جذبہ اصلاح اور وعظ و ارشاد کی قدر کرنے والے اور پرانے ساتھی بھی مولانا کی مخالفت کے بغیر نہ رہ سکے۔ اس موقع پر علامہ فضل حق صاحب بھی پہلوتہی اور خاموشی کو گناہ عظیم تصور کرتے ہوئے شاہ صاحب کے مخالف لوگوں میں شامل ہوگئے۔ شروانی صاحب نے اس بات کا اقرار بھی کیا

(باقی صلا پر)

[1] امتناع نظیر پر یہ مثنوی غالب کے کلیات فارسی میں موجود ہے۔ مولانا حالی نے "یادگار غالب" میں اس کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے کہ:۔

"مولانا اسماعیل شہیدؒ کی رائے یہ تھی کہ آنحضرت صلعم کا مثل اس لئے نہیں پیدا ہو سکتا کہ اس کا پیدا ہونا آپؐ کی خاتمیت کے منافی ہے۔ نہ اس لیے کہ خدا اس کے پیدا کرنے پر قادر نہیں ہے۔ برخلاف اس کے مولانا فضل حق کی یہ رائے تھی کہ خاتم النبیین کا مثل ممتنع بالذات ہے۔ اور خدا جس طرح اپنا مثل پیدا نہیں کر سکتا اسی طرح خاتم النبیین کا مثل بھی پیدا نہیں کر سکتا۔" مرزا نے اس کی بجائے ایک نیا مضمون پیدا کر دیا۔ اس مثنوی میں آخری شعر یہ تھے ؎

ہر کجا ہنگامۂ عالم بود	رحمۃ للعالمینے ہم بود
در یکے عالم دو تا خاتم مجو	صد ہزاراں عالم و خاتم بگو

"جب مرزا اول بار مثنوی لکھ کر لائے تو مولانا نے فرمایا کہ یہ تم نے کیا بکا ہے کہ متعدد عالموں میں متعدد خاتم ہو سکتے ہیں۔ نہیں بلکہ اگر لاکھ عالم خدا پیدا کرے تو بھی خاتم النبیین ایک ہی ہوگا۔" پس اس مضمون کو مثنوی سے بالکل نکال ڈالو۔ اور جس طرح میں کہتا ہوں اس طرح بیان کرو۔ مرزا کو نہ وہابیوں سے کچھ خصومت تھی اور نہ ان کے مخالفوں سے کچھ تعلق تھا بلکہ صرف دوست کی رضا جوئی مقصود تھی۔ انہوں نے مولانا کے حکم کی فوراً تعمیل کی جو کچھ پہلے لکھ چکے تھے اس کو تو اسی طرح رہنے دیا مگر اس کے آگے چند اشعار اور اضافہ کرکے اس طرح مربوط کر دیا ۔ ۔ ۔ ۔"

مولانا حالی نے آگے وہ شعر درج کئے ہیں جن کے آخر میں یہ شعر ہیں ؎

نشاۂ ایجاد ہر عالم یکے ست	گر دو صد عالم بود خاتم یکے ست
منفرد اندر کمال ذاتی است	لاجرم مثلش محال ذاتی است

مولانا حالی نے یہ واقعہ اس پر ختم کیا ہے کہ مرزا نے جو کچھ لکھا ہے وہ مولانا کے جبر سے لکھا ہے اس کو مرزا کے اصلی خیالات سے کچھ تعلق نہیں ہے (یادگار غالب ص ۸۷ تا ۸۹) (ع۔ ن)

مولانا عبدالغفار حسن سابق استاذ حدیث جامعہ اسلامیہ، مدینہ منورہ

عورت کی دیت

عورت کی نصف دیت کے بارے میں جو دلائل، رسائل والخبارات میں شائع ہوئے ہیں۔ اُن پر چند اعتراضات اور شبہات پیش کئے جاتے ہیں۔ ذیل کی تحریر میں ان اعتراضات اور شبہات کا جائزہ لیا گیا ہے۔

پہلا اعتراض

(ا)۔ پہلا اعتراض یہ ہے کہ جو بات قرآن مجید میں نہیں ہے۔ اس کی کوئی اہمیت نہیں ہے، جواباً عرض ہے کہ بہت سے مسائل قرآن مجید میں بیان نہیں ہوئے ہیں لیکن احادیث میں اُن کا ذکر ہے اور وہ اُمت کے تعامل یا عملی تواتر سے بھی ثابت ہیں تو ایسی صورت میں ان کا انکار نہیں کیا جا سکتا مثلاً نماز فجر کی دو رکعتیں، مغرب کی تین رکعتیں اور باقی نمازوں کی چار چار رکعتیں اگو قرآن مجید میں مذکور نہیں ہیں لیکن ان پر اُمت کا عمل چودہ سو سال سے چلا آرہا ہے۔ ان کا انکار قرآن مجید کے انکار کے ہم معنیٰ ہے۔

(ب) قرآن مجید میں نصف دیّت کا مسئلہ صراحت کے ساتھ مذکور نہیں ہے۔ لیکن لطیف اشارہ موجود ہے۔

لطیف قرآنی اشارہ

سورہ نسا۔ آیت ۳۴ میں ارشاد ہے۔

اَلرِّجَالُ قَوّٰمُوْنَ عَلَى النِّسَآءِ بِمَا فَضَّلَ اللّٰهُ بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ وَّبِمَآ اَنْفَقُوْا مِنْ اَمْوَالِهِمْ "مرد عورتوں پر نگران ہیں۔ اس بناء پر کہ اللہ نے اُن میں ایک کو دوسرے پر فضیلت دی ہے۔ اور اس بناء پر کہ مرد اپنے مال خرچ کرتے ہیں۔"

قوّام کے معنیٰ

اس آیت میں قوّام کا لفظ آیا ہے قوّام اس شخص کو کہتے ہیں جو کسی فرد یا ادارے کے معاملات کو درست حالت میں چلانے، اس کی حفاظت کرنے اور اس کی ضروریات مُہیّا کرنے کا ذمّہ دار ہو، اللہ تعالیٰ نے یہ ذمّہ داری مرد پر ڈالی ہے اور عورت کو اس سے سبکدوش کر دیا ہے اور اسی بناء پر میراث میں بیٹی کا حصہ بیٹے سے آدھا ہے۔ اور اسی حکمت کی کارفرمائی عورت کی دیّت کے بارے میں بھی نظر آتی ہے اور یہی حکمت ہے جس کی بناء پر عقیقے میں لڑکے کی پیدائش پر دو بکرے اور لڑکی کی پیدائش پر ایک بکرا قربان کیا جاتا ہے۔ (تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو جامع ترمذی جلد ۲ ص۱۰، نیز جامع ترمذی مع تحفۃ الاحوذی ج ۵ ص۱۰۳ باب العقیقہ طبع مصر)

لڑکے کی پیدائش پر خواتین کی مسرّت بے پایاں

ظاہر بات ہے کہ عام طور پر جب کسی گھر میں لڑکا پیدا ہوتا ہے تو نہ صرف مرد رشتہ دار بلکہ خواتین بھی زیادہ خوشی کا اظہار کرتی ہیں لیکن لڑکی کی پیدائش پر یہ صورت حال نظر نہیں آتی۔ یہ مسرّت کی فراوانی ایک فطری امر ہے اور یہ اس لئے ہے کہ لڑکے میں اللہ تعالیٰ نے کسب معاش کے لئے جو صلاحیت اور توانائی رکھی ہے وہ عورت میں نہیں پائی جاتی۔ لڑکے اور لڑکی دونوں نعمت ہیں لیکن لڑکا اپنی بعض طبعی خصوصیات کی بناء پر برتری رکھتا ہے۔ اس لئے اس کے پیدا ہونے پر اس نعمت کا شکر دو بکرے قربان کرنے سے ادا کیا جاتا ہے۔ لڑکی بھی نعمت ہے۔ لیکن اس کے پیدا ہونے پر ایک بکرا قربان کر دینا کافی ہے۔ اس میں عورت کی کوئی تحقیر نہیں ہے۔ بلکہ دونوں کی فطری صلاحیت اور طبعی توانائی کا لحاظ رکھا گیا ہے۔

تجدّد پسند خواتین کا طرزِ عمل

(ج) یہ بجا ہے کہ عورت کی نصف دیّت کا مسئلہ قرآن میں نہیں ہے لیکن جو قرآن میں ہے کیا اُس کو ہمارا مغرب زدہ طبقہ تسلیم کر رہا ہے؟ قرآن میں عورت کی شہادت بعض معاملات میں مرد کی شہادت سے نصف قرار دی گئی ہے۔

لیکن اس واضح نص کے ہوتے ہوئے عورتوں کی مغرب زدہ تنظیمیں شور مچاتی رہی ہیں اور اب نیا آرڈی ننس آیا ہے اس میں بھی مالی معاملات میں دو عورتوں کی شہادت ایک مرد کے برابر قرار دی گئی ہے جس پر جدت پسند خواتین نے واویلا شروع کر دیا ہے۔ ایسے افراد یا تنظیموں کے لئے کسی مسئلے کا قرآن میں ہونے یا نہ ہونے پر دارومدار نہیں ہے بلکہ اصل بات یہ ہے کہ یہ چیز ان کے اپنے نظریے اور خواہش کے مطابق ہے یا نہیں؟

دوسرا اعتراض

دوسرا اعتراض یہ کیا جاتا ہے کہ اس مسئلے کی بابت کوئی صحیح حدیث نہیں ہے۔ حالانکہ نسائی کی روایت ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ عورت کی دیت مرد کے برابر ہے ثلث (یعنی ایک تہائی) تک، اور اس سے زیادہ پر یہ مساوات ختم ہو جاتی ہے۔ حدیث کے الفاظ یہ ہیں۔

حدیث نبوی

عَقْلُ الْمَرْاَۃِ مِثْلُ عَقْلِ الرَّجُلِ حَتّٰی یَبْلُغَ الثُّلُثَ مِنْ دِیَتِھَا۔ یعنی "عورت کی دیت مرد کی دیت کے برابر ہے یہاں تک کہ ایک تہائی مقدار کو پہنچ جائے"۔ (نسائی جلد ۸ صفحہ ۴۴)

اس حدیث کی تشریح میں علامہ سندھی لکھتے ہیں کہ ثلث دیت تک مرد اور عورت برابر ہیں لیکن جب اس سے تجاوز کر جائے تو پھر ایسی صورت میں عورت کی دیت مرد سے آدھی ہے۔ اس حدیث کو مشہور محدث ابن خزیمہ نے صحیح قرار دیا ہے۔ (ملاحظہ ہو التعلیقات السلفیہ علی النسائی جلد ۲ صفحہ ۲۴۳) بعض اہل علم نے اس حدیث کی سند کے ایک دو راویوں پر جرح کی ہے لیکن جب کہ اس کی تائید میں بیہقی کی روایت اور خلفاء راشدین کا عمل موجود ہے تو یہ حدیث قابلِ اعتماد بن جاتی ہے۔

علم اصول حدیث کا ایک اہم قاعدہ

اور محدثین کے قاعدے کے مطابق اگر ایک حدیث کئی ضعیف سندوں سے آئی ہو تو اس میں قوت پیدا ہو جاتی ہے اور اس کو "حسن" یا "صحیح" قرار دیا جا سکتا ہے۔ مشہور ماہرِ علوم حدیث، ابن صلاحؒ نے لکھا ہے کہ اگر حدیث کی سند میں کوئی راوی کذاب اور متروک نہ ہو تو پھر اس حدیث کا ضعف دوسری ضعیف روایات کی تائید سے ختم ہو جاتا ہے اور یہ روایت "حسن" یا "صحیح" کے درجے تک پہنچ جاتی ہے (تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو اختصار علوم الحدیث، ابن کثیر صفحہ ۴۰)

حدیث تتکافأ دماءھم

آج کل اخبارات میں عورت کی پوری دیت ہونے پر ابن ماجہ کی اس روایت کو بڑے زور شور سے پیش کیا جاتا ہے۔ جس کا ترجمہ یہ ہے "مسلمانوں کے خون برابر ہیں" یہ حدیث بھی کئی سندوں سے آئی ہے لیکن حافظ ابن حجرؒ نے لکھا ہے کہ اس کی دو سندیں "حسن" ہیں۔ باقی سب سندیں "ضعیف" ہیں۔ تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو (فتح الباری جلد ۱۲ صفحہ ۲۶۱ حدیث نمبر ۶۹۱۵۔ کتاب الدیات باب نمبر ۳۱)

خلاصہ یہ ہے کہ نصف دیت کے بارے میں جتنی روایات بھی آئی ہیں ان میں سے کسی میں بھی کذاب یا متروک راوی نہیں ہے۔ اور اس بنا پر ان روایات کا مجموعہ "حسن" یا "صحیح" قرار دیا جا سکتا ہے۔ تقریباً یہی صورت حال اَلْمُسْلِمُوْنَ تَتَکَافَأُ دِمَاءُھُمْ والی روایت کی ہے۔ لہٰذا ایک روایت کو دلیل بنانا اور دوسری کو چھوڑ دینا قرینِ انصاف نہیں ہے۔

مذکورہ بالا بیہقی اور نسائی کی روایت کی تائید خلفائے راشدین اور مشہور صحابہ کرام کے اقوال سے ہوتی ہے۔

حضرت عمرؓ کا ارشاد

(الف) قاضی شریح سے روایت ہے کہ میرے ہاں حضرت عمرؓ کے پاس سے عُروۃ البارقی تشریف لائے اور کہا کہ مردوں اور عورتوں کے زخم دانت اور مُوضحہ (خاص زخم) میں برابر ہیں۔ اور اس کے علاوہ عورت کی دیت مرد کی دیت سے آدھی ہے (مصنف ابوبکر بن ابی شیبہ ۱۱/۲۸/۳) مخطوطہ

حضرت علیؓ کا فرمان

(ب) اسی طرح حضرت علیؓ اور حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے

بھی یہی منقول ہے۔ سنن بیہقی جلد ۸ صـ۹۵ نیز ملاحظہ ہو الروض النضیر ج ۴ ص ۵۶۸ (فقہ زیدیہ شیعہ)

حضرت عثمانؓ کا فیصلہ

(ج) ابو نجیح کی روایت ہے کہ ایک عورت طواف کی حالت میں کچلی گئی تو حضرت عثمانؓ نے چھ ہزار درہم دیت کا فیصلہ کیا اور چونکہ یہ واقعہ حرم میں پیش آیا تھا اس لئے بطور تعزیہ ایک ثلث (یعنی دو ہزار درہم) کا اضافہ کیا (بیہقی جلد ۸ صـ۷۱)

واضح رہے کہ حضرت عمرؓ نے، جب اونٹ گراں ہو گئے تو چاندی رکھنے والوں پر بارہ ہزار درہم پوری دیت کی رقم لگائی جس کا نصف چھ ہزار درہم ہے۔

عملی تواتر

ان تمام حوالہ جات سے معلوم ہو گیا کہ خلفاء راشدین کا طرز عمل عورت کی دیت کے بارے میں کیا تھا، یہی طرز عمل تابعین کا رہا ہے اور ان کے بعد سے اب تک اسی پر عمل ہوتا رہا ہے۔ چنانچہ سعودی عرب میں عورت کی نصف دیت ادا کی جاتی ہے۔ لہٰذا اس اجماع یا عملی تواتر کو توڑنا بہت بڑی جسارت ہے۔ مشہور حدیث ہے۔ علیکم بسنتی وسنۃ الخلفاء الراشدین المہدیین تمسکوا بہا و عضوا علیہا بالنواجذ (مشکوٰۃ باب الاعتصام بحوالہ ترمذی)

تیسرا اعتراض یہ ہے کہا جاتا ہے کہ حضرت عمرؓ اور حضرت علیؓ عورت کی پوری دیت کے قائل تھے اور حوالہ دیا گیا ہے۔ المنتقی شرح المؤطا للباجی مالکی جلد ۷ صـ۷۰ کا۔ لیکن علمی دیانت کا یہ حال ہے کہ اس کتاب میں اس قول کو نقل کرنے کے بعد لکھا گیا ہے (باسناد ضعیف) یعنی حضرت عمرؓ اور حضرت علیؓ کے عورت کی پوری دیت کے بارے میں قول کی نسبت ضعیف سند کے ساتھ مروی ہے۔

امام ابوحنیفہؒ اور امام شافعیؒ کا مسلک

معترضین نے اسی حوالے کی بنا پر لکھا ہے کہ امام ابوحنیفہؒ اور امام شافعیؒ عورت کی پوری دیت کے قائل تھے۔ لیکن قابل غور بات یہ ہے کہ خود امام ابوحنیفہؒ اور امام شافعیؒ کے فقہی مسلک کو نقل کرنے والی کسی کتاب میں بھی یہ قول نہیں ملتا بلکہ اس کے برعکس ملتا ہے۔ امام شافعیؒ کا قول یہ ہے کہ عورت اور اس کے زخموں کی دیت مرد کی دیت سے آدھی ہے۔ (کتاب الام للامام الشافعی جلد ۷ صـ۲۴۶)

اسی طرح امام ابوحنیفہؒ کے مسلک کے ترجمان علامہ کاسانی لکھتے ہیں کہ عورت کی دیت مرد کی دیت سے نصف ہے۔ صحابہ کرامؓ کا اس پر اجماع ہے۔ یہی قول حضرت عمرؓ، حضرت علیؓ، حضرت ابن مسعودؓ اور حضرت زید بن حارثؓ سے مروی ہے اور کسی صحابی سے اس کے خلاف منقول نہیں ہے۔

(بدائع الصنائع جلد ۷ صـ۲۵۴)

امام طحاویؒ کا مسلک

اور مشہور محدث، فقیہ حافظ طحاوی اپنی بلند پایہ تصنیف میں لکھتے ہیں کہ: دیۃ المرأۃ علی النصف من دیۃ الرجل (مختصر طحاوی صـ۲۴۰)

اس عبارت سے وہ مغالطہ بھی دور ہو گیا جو "مشکل الآثار" اور "المعتصر" کے حوالہ سے دیا گیا تھا۔ واضح رہے کہ "المعتصر" "مشکل الآثار" کا اختصار ہے۔ ان دونوں کتابوں میں جو امام طحاوی کی عبارت درج ہے وہ عورت کی دیت کی مقدار کے بارے میں واضح نہیں ہے۔ پھر مختصر الطحاوی کی مذکورہ بالا عبارت میں کوئی ابہام یا اجمال نہیں ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ علماء حنفیہ میں سے کوئی بھی عورت کی پوری دیت کا قائل نہیں ہے۔

اجماعِ امت

یہاں یہ بات بھی واضح رہے کہ اگر کسی مسئلے میں کوئی حدیث ضعیف بھی ہو لیکن اس پر امت کا اجماع ہو جائے اور عملی تواتر ثابت ہو جائے تو پھر اس کو بھی حجت مانا جائے گا۔ مثلاً ایک حدیث میں آتا ہے "لا یرث القاتل" یعنی "قاتل اگر اپنے مورث کو قتل کر دے تو وہ قاتل وارث

نہیں ہوگا" یہ حدیث سند کے لحاظ سے ضعیف ہے لیکن پوری امت کا اس پر اجماع ہے کہ قاتل وارث نہیں ہو سکتا۔ (تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو سبل السلام جلد ۳ ص۱۰۱)

اسی طرح حدیث "لا وصیۃ لوارث" کئی سندوں سے آئی ہے لیکن اس کی ہر سند میں کلام کیا گیا ہے۔ لیکن امام شافعیؒ کتاب الام میں لکھتے ہیں کہ "انّ ھذا المتن متواتر" امام صنعانی لکھتے ہیں: "الاقرب وجوب العمل بہ لتعدد طرقہ وان نازع فی تواتر الفخر الرازی ولا یضرّ ذلک بثبوتہ فانہ متلقی القبول من الامۃ" یعنی "اس حدیث پر عمل واجب ہے اور یہ کئی سندوں سے مروی ہے۔ اگرچہ اس حدیث کے بارے میں امام رازی نے اختلاف کیا ہے۔ لیکن حدیث پر کوئی اثر نہیں پڑ سکتا کیونکہ پوری امت نے اسے قبول کر لیا ہے"۔

ٹھیک یہی صورت حال ان روایات اور آثار کی ہے جو عورت کی نصف دیت کے بارے میں منقول ہیں (ملاحظہ ہو سبل السلام جلد ۳ ص۲۰۱)

چوتھا اعتراض: ایک لمبی چوڑی بحث یہ کی گئی ہے کہ دیت اپنی اصل کا بدل ہے یعنی دیت قصاص کا بدل ہے اس لئے اگر قصاص میں عورت کے قاتل کی پوری جان لی جاتی ہے تو اسی طرح پوری دیت بھی وصول ہونی چاہیئے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ یہ ضروری نہیں کہ تمام جزئیات اور تفصیلات میں مماثلت پائی جائے بلکہ بعض مسائل میں فرق بھی ہو سکتا ہے مثلاً وضو اصل ہے اور تیمم اس کا بدل ہے۔ وضوء میں دونوں پاؤں دھونے ضروری ہیں لیکن تیمم میں دونوں پاؤں پر مسح نہیں کیا جاتا۔ یہاں یہ بات بھی قابل غور ہے کہ قتل خطاء میں قصاص ہے ہی نہیں لہذا یہاں اصل اور بدل کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا بلکہ دیت ہی اصل ہے (ملاحظہ ہو التشریع الجنائی جلد ۲ ص۲۰۱)

ابن علیہ کون ہے؟

پانچواں اعتراض: کہا جاتا ہے کہ اجماع ثابت نہیں ہے کیونکہ ابن علیہ محدث اور ابوبکر الاصم نے اختلاف کیا ہے لیکن واضح رہے کہ ابن علیہ دو شخصیتیں ہیں۔

(۱) اسماعیل بن علیہ: یہ امام احمد کے استاد اور مشہور محدث ہیں۔

(۲) ابراہیم بن اسماعیل بن عُلیہ۔ یہ بھی ابن علیہ کے نام سے مشہور ہے (تاریخ بغداد للخطیب ۲۰/۶)

ان کے بارے میں اہل علم نے لکھا ہے کہ "جہمی ہالکٌ کان یناظر ویقول بخلق القرآن" توفی ۲۱۰ھ) یعنی ابراہیم کا تعلق فرقہ جہمیہ سے ہے اور یہ انتہائی ضعیف راوی ہے۔ ہالک کا لفظ ایسے شخص پر بولا جاتا ہے جو انتہائی ناقابل اعتماد ہو۔ یہ خلق قرآن کے قائل تھے اور اس پر مناظرہ کرتے تھے (میزان الاعتدال جلد ۱ ص۲۰)

ابوبکر اصم کا تعارف

مقالات الاسلامیین مؤلفہ امام ابوالحسن الاشعریؒ میں ابوبکر الاصم کے بارے میں لکھا گیا ہے کہ ابوبکر الاصم معتزلی تھے۔ اور ابراہیم بن علیہ کے استاد تھے۔ ان کی بہت سی آراء ایسی ہیں جن میں اہل سنت بلکہ معتزلہ کے عقائد سے بھی اختلاف کیا گیا ہے۔ یہ حضرت، امر بالمعروف اور نہی عن المنکر واجب نہیں سمجھتے تھے۔ تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو حوالہ مذکورہ ص۲۲۳، ۲۷۸، ۵۸۸)

بظاہر قرینہ یہ ہے کہ یہاں ابن علیہ سے مراد ابراہیم بن عُلیہ ہے نہ کہ اسماعیل بن عُلیہ۔ اول الذکر ابوبکر الاصم کا شاگرد ہے۔ لہذا ان دونوں کے اختلاف سے امت کا اجماع نہیں ٹوٹ سکتا۔ اور یہ بھی واضح رہے کہ امام شافعیؒ نے ابراہیم بن عُلیہ کے بارے میں لکھا ہے کہ "ابن عُلیۃ ضالٌ یُضلّ الناس" یعنی "یہ شخص گمراہ ہے اور لوگوں کو گمراہ کر رہا ہے" یہی بات امام احمد سے بھی منقول ہے (تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو تاریخ خطیب بغدادی جلد ۶ ص۲۰-۲۱) نیز ملاحظہ ہو فتح الباری ج ۹ ص۳۵۳ کتاب الطلاق باب ۳۔ حافظ ابن حجر کے الفاظ یہ ہیں۔ "لہ

مسائل ینفرد بھا وقد غلط فیہ من ظنّ ان المنقول منہ المسائل الشاذۃ ابوہ"، وحاشاہ فانہ من کبار اہل السنّۃ۔ یعنی "ابراہیم بن علیہ کئی مسائل میں منفرد ہے (یعنی تن تنہا ہے کوئی اس کا ہم خیال نہیں ہے) وہ شخص غلطی پر ہے جو یہ سمجھتا ہے کہ ان شاذ مسائل کے قائل اس کے والد (اسماعیل بن علیہ) تھے۔ ہرگز نہیں وہ اس قسم کے شذوذ سے بہت بالاتر ہے، وہ تو اہل سنت کے بڑے علماء میں سے ہے۔"

حاصل کلام

خلاصہ یہ ہے کہ اسلامی تاریخ میں علمی اور فکری لحاظ سے کوئی ایسی قابل اعتماد شخصیت نہیں ملتی جس نے عورت کی نصف دیت کے بارے میں اجماع امت کی مخالفت کی ہو۔ لہٰذا قرآن کی رُو سے سبیل المومنین کی پیروی ضروری ہے۔ سورۂ نساء میں ارشاد ہے۔[1]

وَمَنْ يُّشَاقِقِ الرَّسُوْلَ مِنْۢ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدٰى وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيْلِ الْمُؤْمِنِيْنَ نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى وَنُصْلِهٖ جَهَنَّمَ وَسَاۗءَتْ مَصِيْرًا (آیت ۱۱۵)

"اور جو شخص رسول کی مخالفت پر کمربستہ ہو۔ اور اہل ایمان کی روش کے سوا کسی اور روش پر چلے دراں حالیکہ اس پر راہِ راست واضح ہو چکی ہو تو ہم اس کو اُسی طرف چلائیں گے جدھر وہ خود پھر گیا اور اُسے جہنّم میں جھونکیں گے جو بدترین جائے قرار ہے"

وفیہ کفایۃ لمن لہ درایۃ فبشّر عبادی الذین یستمعون القول فیتّبعون اُحسنہ

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العلمین

---

[1] واضح رہے کہ اجماعِ امت کے حجت ہونے پر امام شافعیؒ نے اسی آیت سے استدلال کیا ہے۔ ملاحظہ ہو تفسیر ابن کثیر ج ا ص ۵۵۵

بقیہ • مولانا اسماعیل شہید

ہے کہ کتاب میں شرکِ خفی کو شرکِ جلی میں لکھ دینے کا احساس خود مصنف کو بھی تھا تو کیا شروانی صاحب کا مقصد میاں علامہ صاحب کی ذاتِ گرامی کو اس بات سے بری کرنا ہے کہ انہوں نے شاہ اسمٰعیل صاحب کی مخالفت صرف اسی موقع پر ہی کی تھی۔ حالانکہ جب وہ انگریز ریذیڈنٹ کے محکمہ میں سررشتہ داری کے عہدے پر فائز تھے تو انہوں نے بلاوجہ ہی آپ کی مخالفت کی تھی۔

عمر کے آخری ایام میں اس بات کا اعتراف کہ تمام عمر شاہ اسماعیل صاحب کی مخالفت بغیر کسی معقول وجہ کے کرتے رہے "امیرالروایات" میں انہوں نے خود کیا ہے۔ مفتی عنایت احمد صاحب علامہ فضل حق صاحب کے ساتھ رنگون میں ایک ہی جگہ مقید تھے۔ مفتی عنایت احمد نے رہا ہونے کے بعد ہندوستان آکر بیان فرمایا کہ مولوی فضل حق صاحب بہت نادم تھے، روتے تھے، اور فرماتے تھے کہ مجھ سے سخت غلطی ہوئی کہ میں نے مولوی اسماعیل صاحب کی مخالفت کی۔ وہ بے شک حق پر تھے اور میں غلطی پر تھا۔ مجھ پر جو یہ مصیبت پڑی ہے۔ یہ میرے انہی اعمال کی سزا ہے۔ میری مولوی اسماعیل صاحب سے دوستی تھی اور میں بھی ان کے ساتھ شہید ہوتا مگر کیا کیجئے۔ بدایوں والوں نے اُبھار کر ان سے بھڑوا دیا۔ اور میں علم کے غرہ میں حق کو باطل کرنے پر تل گیا۔ تم لوگ گواہ رہنا کہ میں اپنے خیالات باطلہ سے توبہ کرتا ہوں اور اگر میں رہا ہو گیا تو اپنی توبہ شائع کروں گا۔"

احکام و مسائل

مولانا محمد عبید اللہ عفیف صدر مدرس دار الحدیث چینیانوالی ۔ لاہور

منکوحہ عورت سے نکاح حرام اور اس کی سزا سنگساری ہے

سوال گذارش ہے کہ عرصہ تین سال قبل میری بیوی مسمات شریفاں بی بی نے ایک شخص سے یارانہ گانٹھ لیا۔ جب یہ بات میرے علم میں آئی تو سخت ناراض ہوا لیکن میرے منع کرنے پر بھی وہ اپنی غلط حرکتوں سے باز نہ آئی ۔ لہٰذا میرے بیوی سے تعلقات کشیدہ ہوتے چلے گئے ۔ اسی دوران میں زیادہ بیمار ہوگیا۔ اور میں اپنی ہمشیرہ کے پاس منگلپورہ برائے علاج چلا گیا ۔ وہاں میرا دو سال علاج ہوتا رہا ۔ میرے جانے کے تین ماہ بعد انہوں نے نکاح پر نکاح کر لیا ۔ عرصہ دو سال کے بعد میں اپنے ذاتی مکان پر آیا تو یہ میرے مکان پہ ناجائز قابض تھے ۔ میں نے بذریعہ تھانہ ان سے قبضہ لے لیا ۔ جناب عالی ان کا نکاح نامہ بوگس ، جعلی اور ناجائز ہے ۔ نکاح نامہ میں نہ یہ کنواری ہے نہ بیوہ ، نہ مطلقہ غور فرمایا جائے (یہ شادی شدہ جوڑا ہے) جناب عالی ! میری بیوی مجھ سے طلاق لئے بغیر نکاح پہ نکاح کرکے زنا کی مرتکب ہوئی ہے ۔ وہ بھی نکاح پر نکاح کرکے زنا کا مرتکب ہوا ہے ۔ جناب عالی ۔ میں اسلام کے نام پر عاجزانہ التماس کرتا ہوں کہ ان کے خلاف فتوےٰ صادر فرمایا جائے ۔ اور شرعی سزا کی وضاحت کی جائے ۔ (محمد نذیر ولد فضل دین قوم ارائیں سکنہ جی ۱۱۱۸ یکی گیٹ ۔ لاہور)

جواب بشرط صحت سوال و بشرط صحت اظہار واضح ہو کہ غیر کی منکوحہ بیوی سے نکاح کرنا شرعاً نص جلی کے ساتھ حرام ہے اور ایسا نکاح منعقد نہیں ہوتا چنانچہ اللہ تعالےٰ کا ارشاد ہے ۔ وَالْمُحْصَنٰتُ مِنَ النِّسَآءِ اِلَّا مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ كِتٰبَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ (النساء ۔ ۲۴) " اور خاوندوں والی عورتیں بھی حرام ہیں ۔ مگر جن کے تم (جنگ کی لوٹ میں) مالک ہوئے ہو ۔ یہ خدا کے حکم ہیں تم پر ۔"

امام ابن کثیر اس آیت کی تفسیر میں رقمطراز ہیں ۔ ای وحرم عليكم من الاجنبيات المحصنات وهى المزوجات الا ما ملكت ايمانكم يعنى الا ما ملكتموهن بالسبى فانه يحل لكم وطؤهن اذا استبرأتموهن فان الاية نزلت فى ذالك (تفسیر ابن کثیر ص ۴۷۲ ج ۱) کہ " حرام کردی گئی ہیں تم پر وہ اجنبی عورتیں جو شادی شدہ ہیں اور ان کے شوہروں نے ان کو طلاق نہیں دی ۔ مگر جو عورتیں لوٹ میں ہاتھ آئیں وہ غنیمت کے مال کی طرح تمہارے لئے حلال ہیں ۔ جب تم ان کے رحموں کو صاف کرلو ۔ تاکہ حمل ہونے نہ ہونے کا علم ہو جائے ۔

عَنْ اَبِى سعيد الخدرى قَالَ اَصَبْنَا سَبْيًا سَبْىِ اَوْطَاسٍ وَلَهُنَّ اَزْوَاجٌ فَكَرِهْنَا اَنْ نَقَعَ عَلَيْهِنَّ وَلَهُنَّ اَزْوَاجٌ سَاَلْنَا النَّبِىَّ صلى الله عليه وسلم فَنَزَلَتْ هٰذِهِ الْاٰيَةُ (وَالْمُحْصَنٰتُ مِنَ النِّسَآءِ اِلَّا مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ) فَاسْتَحْلَلْنَا فُرُوْجَهُنَّ وكذا رواه الترمذى عن احمد بن منيع عن هيثم ورواه النسائى من حديث سفيان الثورى وشعبة ثلاثتهم عن عثمان (تفسیر ابن کثیر ص ۴۷۳ ج ۱)

یعنی صحیح مسلم ، مسند امام احمد بن حنبل ، ابو داؤد ، ترمذی اور نسائی میں حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اوطاس کی لڑائی پر صحابہ کرام

کا ایک لشکر بھیجا - وہاں سے کچھ لونڈیاں ہاتھ لگیں، صحابہ کرام رضؓ نے اس خیال سے کہ ان عورتوں کے خاوندان کے دیس میں ہوں گے۔ ان عورتوں کے ساتھ ملاپ سے پرہیز کیا۔ اس پر اللہ تعالےٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ جس کے بعد ہم نے ان کی شرم گاہوں کو استعمال کیا" حاصل معنیٰ آیت کے یہ ہیں کہ خاوند والی عورت سے دوسرے کو نکاح کرنا حرام ہے مگر جو عورتیں جنگ میں مال غنیمت کے طور پر لونڈیاں بن کر آئیں۔ استبراءِ رحم کے بعد ان سے صحبت جائز ہے۔

امام محمد بن علی الشوکانی اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں۔

ومعنی الأیة واضح والله اعلم لا سترة به ای وحرمت علیکم المحصنات من النساء ای المزوجات اعم من ان یکن مسلمات او کافرات الا ماملکت ایمانکم منهن اما بسبی فانها تحل ولو کانت ذات زوج او بشراء فانها تحل ولو کانت مزوجه (فتح القدیر للشوکانی ص ۴۴۸ - ۴۴۹ - ج ۱) یعنی" آیت اپنے معنیٰ میں بالکل واضح ہے کہ خاوندوں والی عورتیں بھی تم پر حرام کر دی گئی ہیں۔ خواہ وہ مسلمان عورتیں ہوں یا کافرہ۔ مگر وہ عورتیں تم پر حلال ہیں۔ جن کے تم مالک ہو، یعنی جو تمہاری لونڈیاں ہوں اگرچہ ان کے خاوند بھی ہوں"

شیخ محمد علی الصابونی لکھتے ہیں۔ زوجة الغیر او معتدته رعایة لحق الزوج لقوله تعالےٰ (والمحصنات من النساء) المتزوجات من النساء والمعتدة حکمها حکم المتزوجة مادامت فی العدة (روائع البیان ص ۴۵۶ - ج ۱)

کہ" دوسرے کی بیوی بھی تم پر حرام ہے - اور اسی طرح دوسرے کی مطلقہ بیوی کے ساتھ بھی حرام ہے جبکہ وہ اس کی عدت میں ہو - ان تصریحات اور نص جلی سے ثابت ہوا کہ غیر شخص کی منکوحہ بیوی اور اس کی معتدہ سے نکاح کرنا حرام ہے - اور اگر کوئی شخص دوسرے کی منکوحہ غیر مطلقہ سے نکاح کرے گا، تو شرعًا وہ نکاح منعقد نہیں ہوگا۔ بلکہ وہ زنا کا مرتکب ہوگا - اور ایسا شخص شریعت کی نگاہ میں اللہ اور اس کے رسول کا باغی اور کھلا زانی ہوگا اور زنا کی سزا کا مستوجب ہوگا یعنی اگر نکاح پر نکاح کرنے والا کنوارہ ہے تو بحکم نص جلی اسے سو کوڑے سر بازار لگانے چاہیئں۔ جیسا کہ سورہ نور میں ہے۔

اَلزَّانِيَةُ وَالزَّانِي فَاجْلِدُوْا كُلَّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا مِائَةَ جَلْدَةٍ وَّلَا تَأْخُذْكُمْ بِهِمَا رَأْفَةٌ فِي دِيْنِ اللهِ اِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَلْيَشْهَدْ عَذَابَهُمَا طَائِفَةٌ مِّنَ الْمُؤْمِنِيْنَ - سورة النور ۲ -

"اور جو عورت زنا کرے اور جو مرد زنا کرے تو ان دونوں میں سے ہر ایک کو سو کوڑے مارو اور اگر تم کو اللہ تعالےٰ اور قیامت کے دن پر یقین ہے تو اللہ کا حکم جاری کرنے میں ان دونوں پر رحم نہ کرنا اور جس وقت ان دونوں پر حد جاری کی جائے تو مسلمانوں کا ایک گروہ موجود رہے"

اور زنا کرنے والا شادی شدہ ہو تو پھر اس کو سنگسار کرنا ہوگا۔ چنانچہ صحیح مسلم اور صحیح بخاری میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ انہوں نے کہا - اِنَّ اللهَ بَعَثَ مُحَمَّدًا صلى الله عليه وسلم بالحق وَاَنْزَلَ عَلَيْهِ الْكِتَابَ فَكَانَ مِمَّا اَنْزَلَ اللهُ اٰيَةُ الرجم. فَقَرَأْنَاهَا وَعَقَلْنَاهَا وَوَعَيْنَاهَا وَرَجَمَ رسول الله صلى الله عليه وسلم وَرَجَمْنَا بَعْدَهٗ فَاَخْشٰى اِنْ طَالَ بِالنَّاسِ زَمَانٌ اَنْ يَّقُوْلَ قَائِلٌ وَاللهِ مَا نَجِدُ اٰيَةَ الرَّجْمِ فِيْ كِتَابِ اللهِ فَيَضِلُّوْا بِتَرْكِ فَرِيْضَةٍ اَنْزَلَهَا اللهُ وَالرَّجْمُ فِيْ كِتَابِ اللهِ حَقٌّ عَلٰى مَنْ زَنٰى اِذَا اُحْصِنَ مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَاءِ اِذَا قَامَتِ الْبَيِّنَةُ اَوْ كَانَ الْحَبَلُ اَوِ الْاِعْتِرَافُ (باب رجم الثیب فی الزنی بحوالہ اللؤلؤ والمرجان

ص ٢٢٤ کتاب الحدود۔ طبع کویت)

"حضرت عمرؓ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو حق کے ساتھ بھیجا اور ان پر قرآن نازل کیا۔ اس قرآن میں رجم کی آیت بھی تھی۔ ہم نے اس آیت کو پڑھا۔ سمجھا اور یاد رکھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے اپنی زندگی میں زانی محصن کو رجم کیا اور پھر ہم نے آپؐ کے بعد زانی محصن کو رجم کیا۔ مجھے ڈر ہے کہ زمانہ گذرنے پر کوئی یہ نہ کہہ اٹھے کہ ہمیں قرآن میں رجم کی آیت نہیں ملتی اور اس طرح وہ اللہ کے نازل کردہ فریضے کو ترک کرنے کی وجہ سے گمراہ ہو جائیں (یاد رکھو) شادی شدہ مرد اور عورت کو کتاب اللہ کے برحق حکم کے مطابق رجم کرنا ضروری ہے بشرطیکہ شہادت موجود ہو۔ یا حمل ظاہر ہو جائے یا پھر وہ اعتراف کرلیں۔"

اس صحیح حدیث سے معلوم ہوا کہ شادی شدہ زانی کو خواہ مرد ہو یا عورت زنا کا قوی ثبوت مل جانے پر رجم کرنا فرض ہے۔ لہٰذا صورتِ مسئولہ اگر صحیح ہے اور شرعی عدالت کے ضابطہ کے مطابق اگر مکمل ثبوت موجود ہے تو شرعًا ان دونوں پر حد واجب ہوتی ہے۔ اور یہ دونوں اسلامی سزاؤں کے مطابق سنگساری کی سزا کے مستحق ہیں۔ تاہم اس سزا کا انفاذ بذریعہ عدالت ہی ممکن ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب والیہ المرجع والمآب۔

بقیہ • درسِ منتخباتِ قرآن

فرشتہ اس بادشاہِ ارض و سما کے دربار میں بلا اجازت زبان تک کھولنے کی جرأت نہیں رکھتا۔

حاصل مطالعہ

یہ آیت جسے آیۃ الکرسی کہا جاتا ہے اللہ تعالیٰ کے اقتدارِ اعلیٰ اور ہمہ گیر غلبے کی بہترین وضاحت ہے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ وہ سمیع و علیم قادرِ مطلق خدا مخلوق کی ہر بات کو ہر لحظہ دیکھتا اور سنتا ہے کیونکہ اسے اونگھ تک نہیں آتی لیکن بعض حضرات اس بات کے قائل ہیں کہ خدا تعالیٰ براہِ راست نہیں سنتا بلکہ اپنے مقرب بندوں کے واسطے اور وسیلے سے درخواستیں وصول و قبول کرتا ہے۔

سوال پیدا ہوتا ہے کہ:۔

(١) جن بزرگوں کو وسیلہ بنایا جاتا ہے کیا انہیں بھی خدا کی طرح کبھی اونگھ تک نہیں آتی یا کبھی وہ سو بھی جاتے ہیں؟ اگر سو جاتے ہیں تو کب؟ اور ان کی نیند کے دوران میں پیش کی جانے والی درخواستوں کا کیا بنتا ہے؟ کیونکہ دنیا کے کسی نہ کسی خطے میں ہر لمحہ کوئی نہ کوئی بندہ تو ضرور درخواست گزار ہوتا ہے۔

(٢) کیا وہ بزرگ دنیا کی ہر زبان کے ماہر ہیں؟ کیونکہ حاجتمند تو چوبیس گھنٹے اپنی اپنی مادری در علاقائی زبان میں حاجات پیش کرتے ہی رہتے ہیں۔

(٣) ایک شخص جس کا گلا بند ہو چکا ہو یا وہ گونگا ہو اور دل ہی دل میں اپنی مشکل پیش کرنا چاہتا ہو کیا صاحبِ وسیلہ بزرگ اس کی فریاد بھی سن لیں گے۔؟

معلوم ہوا کہ مروجہ واسطے اور وسیلے کا نظریہ آیت الکرسی کی روشنی میں بالکل بودا اور یکسر ناپائدار ہے۔

(نوائے وقت کراچی)

جمعیت اہل حدیث صوبہ سندھ کے صدر

سید بدیع الدین شاہ راشدی سے بات چیت

سید بدیع الدین شاہ راشدی مشہور مذہبی و علمی گھرانے جھنڈے والے سے تعلق رکھتے ہیں۔ تحریک خلافت کے دوران اس گھرانے کی قربانیاں ضرب المثال ہیں۔ ملک میں اسلام کے خلاف کوئی بھی یلغار اٹھی یہ مردِ مومن اس کے خلاف سینہ سپر ہوگیا اور اس راہ میں آنے والی ہر مشکل کو اللہ کی طرف سے آزمائش سمجھ کر سہہ گیا جناب جمعیت اہل حدیث صوبہ سندھ کے صدر ہیں۔ سابق دور میں لالچ، دھونس اور دھمکی ان کو راہِ حق سے نہ ہٹا سکی۔ اسلام کو ایک مکمل دین سمجھتے ہیں اور ہر مسئلے کا حل اسلامی تعلیمات کی روشنی میں تلاش کرتے ہیں۔ جناب کی تبلیغی خدمات کا دائرہ ملک اور بیرونِ ملک پھیلا ہوا ہے۔ آج بھی نیو سعید آباد کا یہ لیس ماندہ علاقہ مرجع خلائق بنا ہوا ہے۔ ہزاروں علم کے پیاسے سیراب ہونے کو آتے ہیں۔ جناب کو برصغیر کے جید علمائے کرام شیخ المحدیث ابو محمد عبد الحق الہاجر کی فاتح قادیان مولانا ثناء اللہ امرتسری اور محدث عبد اللہ روپڑی کے تلمیذ ہونے کا شرف حاصل ہے۔ ان سے نوائے وقت کے لئے ہم نے جو انٹرویو لیا حاضر خدمت قارئین ہے جس کے ذریعہ جمعیت اہل حدیث صوبہ سندھ کا نقطۂ نظر معلوم ہو سکے گا۔

س:۔ موجودہ حکومت کی اسلامی نظام کے نفاذ کی کوشش کے سلسلے میں آپ کی کیا رائے ہے؟

راشدی: آپ کے علم میں یہ بات ہوگی کہ جب اسلامی نظام کے نفاذ کا اعلان کیا تو اس کی رفتار تیز تھی مگر مفاد پرست عناصر نے فقہی اختلافات کو ہوا دینا شروع کر دی۔ عورتوں کو میدان میں لا کھڑا کیا۔ وکلاء اٹھ کھڑے ہوئے اور پیروں اور وڈیروں نے اپنی ناخدائی کو خطرے میں دیکھ کر ان عناصر کی پشت پناہی شروع کر دی۔ اور حکومت کی توجہ اس اہم ترین مسئلے کے نفاذ سے ہٹانے کے لئے بدامنی پھیلانے کے ساتھ اغواء، لوٹ مار، چوریوں کی وارداتوں میں بے پناہ اضافہ کر دیا۔ افغان مہاجرین کی اخلاقی مدد کرنے پر غیر مسلم طاقتیں بھی اپنا دباؤ اور اثر و رسوخ کا استعمال کر رہی ہیں۔ معاشرے میں پھیلائی جانے والی یہ بدامنی دراصل اسلامی نظام کو بدنام کرنے کا ایک حصہ ہے تاکہ یہ ثابت کیا جا سکے کہ اسلامی نظام ان پر توبہ نعوذ باللہ ناکام ثابت ہو چکا ہے اور عوام ان کو اس سے بدظن کیا جا سکے۔ اس لئے سب سے پہلے ضروری ہے کہ شرعی حدود کے نفاذ کو فوراً عملی جامہ پہنا کر ملزموں کو اس کے تحت سزا دی جائے۔ اس سے ظالموں کی کمر ٹوٹ جائے گی اور مظلوموں کو انصاف کی امید ہو جائے گی۔ اسی طرح لسانی اور فقہی اختلافات کے خاتمے کے لئے امتِ مسلمہ کی متفق علیہ کتاب و سنت کی بالادستی قائم کر دی جائے۔ تو انشاء اللہ اسلامی نظام کے عملی نفاذ کے عمل میں کوئی رکاوٹ باقی نہیں رہے گی۔

س:۔ اسلامی نظام کے نفاذ کے سلسلے میں جو تدریجی عمل اختیار کیا گیا ہے اس بارے میں آپ کی کیا رائے ہے؟

راشدی:۔ حکومت کو اس سلسلے میں تدریجی پالیسی کو اختیار نہیں کرنا چاہیئے۔ مگر کیونکہ انگریزوں کی سو سالہ حکومت نے ذہن بدل دیئے ہیں۔ اور اسلامی نظام کو افسران کا طبقہ سمجھ نہیں پا رہا ہے اس بنا پر حکومت نے شاید تدریجی طریقہ اختیار کیا ہو ورنہ یہ ملک اللہ کا ہے اور یہاں قانون بھی اسی کا چلے گا۔ بتدریج قانون کے اجراء میں دیر ہو سکتی ہے عملاً نفاذ میں نہیں۔

س:۔ اسلام میں مروجہ الیکشن کا تصور پایا جاتا ہے۔

راشدی:۔ مروجہ الیکشن کا تصور اسلام میں کہیں نہیں پایا جاتا۔ جس میں رائے کو گنا جاتا ہے تولا نہیں جاتا جب کہ اسلام میں ایسے

ایک اہم ترین فریضہ کو عوام کے سپرد نہیں کیا جاتا ۔ جو شعور تک نہیں رکھتے ۔ یہ کام اسلام خواص کے سپرد کرتا ہے جو اسلامی اقدار سے اچھی طرح بہرہ ور ہوں ۔ ہمارے سامنے سلف صالحین کی مثال موجود ہے ۔ حضرت ابوبکرؓ کو مدینہ میں موجود مہاجرین و انصار نے خلیفہ منتخب کر لیا ۔ امیر عمرؓ کو ابوبکرؓ مقرر کر گئے لوگوں نے اعتراض بھی کیا کہ اللہ کو کیا جواب دو گے ۔ تو ابوبکرؓ نے کہا کہ " میں کہوں گا کہ اللہ تیرے بندوں میں جو سب سے بہتر نظر آیا میں نے خلافت اس کے سپرد کر دی ۔ حضرت عمرؓ چھ آدمیوں (خواص) کی شوریٰ بنا گئے ۔ اس نے حضرت عثمانؓ کو خلیفہ بنا دیا ۔ حضرت عثمانؓ کی شہادت کے بعد جو اس وقت مدینہ میں مسلمان موجود تھے ۔ انہوں نے حضرت علیؓ کو خلیفہ چن لیا ۔ حضرت امیر معاویہؓ کے دور میں اختلاف ہوا اس وقت ضرورت تھی کہ کوئی طاقت نظام حکومت کو سنبھال لے تو امیر معاویہؓ نے طاقت سے سنبھال لیا ۔ یہ ہے وہ مارشل لاء جس سے ہم بدکتے ہیں ۔ تمام مسلمان فوجی ہیں اور ہم نے مسلمانوں کے اہم ترین وصف کو چند ہزاروں میں خاص کر دیا ۔ بادشاہت اور خلافت ایک دوسرے کی ضد ہیں ۔ انتشار ہو گا تو بادشاہت اپنے قدم جمالے گی ۔ جہاں بادشاہت نا اہل ہو گی وہاں خلافت غالب آجائے گی اس لئے ضروری ہے کہ ہم کو چاہئے کہ اسلامی قوانین کو پہلے نافذ کریں اور اس کے بعد اسلامی شرائط پر کم از کم ایسے افراد کو الیکشن میں حصہ لینے کی اجازت دیں جو کسی فرض کا تارک نہ ہو کسی کبیرہ گناہ کا مرتکب نہ ہو اور اس سلسلے میں اسلامی مشاورتی کونسل قرآن و حدیث کی روشنی میں لائحہ عمل طے کر سکتی ہے ۔ اسی طرح ہر شخص کو ووٹ دینے کا حق نہیں ہونا چاہئے ۔ اس کے لئے کم از کم اتنا ضروری قرار دیا جائے کہ اسلامی معیار شہادت پر پورا اترتا ہو ۔ بھلا جس کی دو آنے کی شہادت اسلامی کورٹ میں قبول نہیں کی جاتی ہو ملک کے حکمرانی جیسے اہم ترین ادارے کے انتخاب میں اس کی رائے کیسے معتبر ہو سکتی ہے ۔

سوال : اسلام میں پارٹیوں کا وجود ہے ۔ ؟

راشدی : نہیں ۔ ہرگز نہیں ۔ خلفاء راشدین کے زمانے میں کوئی پارٹی سسٹم کا وجود نہیں تھا ۔ اسلام تمام اُمت کو واحد امت قرار دیتا ہے اور وہ گروہ بندی کا سخت ترین مخالف ہے ۔ آج پارٹی سسٹم ہی کی خرافات ہے کہ ہم ایک معمولی سا خطہ نہیں سنبھال رہے ہیں ۔ اور جب کہ اولین دَورِ اسلامی میں یہ سسٹم نہیں تھا ، تو آج کی قریباً ۴۸ ریاست بنتی ہیں ۔ وہ تمام کی تمام ایک حکمران باحسن خوبی سنبھالے ہوئے تھا ۔ پارٹی سسٹم تو فرعون کی پیداوار ہے ۔ اس کے دَور میں ایک سرکاری دوسری غیر سرکاری پارٹی ہوتی تھی ۔ جو ایک دوسرے سے دست و گریباں رہتی اور حکمران بآسانی من مانی کرتے ۔ موسیٰ علیہ السلام نے آکر قوم کو اس مصیبت سے نجات دلائی اور اُمتِ واحدہ بنا دیا ۔ پارٹی سسٹم بھی اسلامی نظام کے نفاذ میں ایک رکاوٹ ہے ۔

س : جب پارٹی سسٹم اسلام میں نہیں تو آپنے جماعت اہلحدیث کیوں بنا رکھی ہے ؟

راشدی : اہل حدیث کوئی پارٹی نہیں ۔ پارٹی اس کو کہتے ہیں جو جماعت سے کٹ کر نکلے ۔ یہ جماعت ہے جو رسول اللہ کے دَور میں چلی آرہی ہے ۔

س : ایم آر ڈی کی تحریک نے سندھ میں اس قدر کیوں شدت اختیار کی ۔ اس کے عوامل کیا تھے ۔ کیا یہ احساس محرومی کا نتیجہ تھی ۔ ؟

راشدی : ایم آر ڈی کی تحریک کے پس پردہ کسی قسم کا کوئی احساس محرومی کا چکر نہیں تھا ۔ بلکہ تعصب نے جو انڈے دے رکھے تھے ۔ اس سے حکومت کی غلط پالیسیوں اور روک تھام نہ کرنے کی بناء پر اس سے بچے نکل آئے تھے ۔

س : قادیانیت کے متعلق آپ کچھ فرمائیں گے ۔

راشدی : قادیانیوں نے جو ایک غیر مسلم انگریزوں کا خود کاشتہ فرقہ ہے اس نے پاکستان کے وجود کو دل سے تسلیم ہی نہیں کیا اور یہ اکھنڈ بھارت کے لیے کام کر رہے ہیں اس کا واضح ثبوت یہ ہے کہ ربوہ میں یہ اپنے مُردوں کو امانت کے طور پر دفن کرتے ہیں تاکہ اکھنڈ بھارت کی صورت میں ان کو قادیان لے جا کر دفن کیا جا سکے گزشتہ حکومت نے جو ان کو اقلیت قرار دیا تھا اس کا سبب یہ نہیں تھا کہ ان کو ختم نبوت سے عشق تھا بلکہ سیاسی مصلحت کے تحت تھا ، انہوں نے یہ کام کیا جس کا ثبوت یہ ہے کہ اس آرڈیننس پر اس دور حکومت میں ذرہ برابر بھی عمل نہیں ہوا مگر موجودہ حکومت کا حالیہ آرڈیننس قابل صد مبارکباد ہے ، عملدرآمد ہونا چاہیے

تبصرۂ کتب

علیم ناصری

فصل الخطاب فی فضل الکتاب

تالیف: والاجاہ نواب سید محمد صدیق حسن خانؒ
ضخامت: درمیانہ سائز ۹۶ صفحات - قیمت ۵ روپے
ناشر: المکتبۃ السلفیہ شیش محل روڈ - لاہور

امیر الملک نواب سید محمد صدیق حسن خاں مرحوم نے علوم قرآن وحدیث میں سینکڑوں کتابیں تصنیف فرمائی ہیں۔ جو برصغیر ہند و پاک سے باہر بھی قدر و منزلت کی نگاہ سے دیکھی جاتی ہیں۔ اصحاب اقتدار اور امرائے دولت میں سے غالباً نواب صاحب مرحوم و مغفور وہ واحد شخصیت ہیں جنہوں نے خالصتہً دینی خدمات میں اتنا انہماک رکھا ہے اور قرآن و سنت کی ترویج و اشاعت میں سرکاری اور نجی سطح پر اتنی دیدہ ریزی کی ہے کہ لاتعداد کتب کی تصنیف و تالیف اور تنقیح و تہذیب سے علم و ادب، تاریخ و سیر، عقیدہ و عمل، فقہ و حدیث اور تفسیر و تعبیر کے علاوہ شعر و سخن کے میدان میں بھی گل و گلزار کھلائے ہیں۔

زیر نظر کتاب میں نواب صاحب مرحوم نے قرآن پاک کے فضائل، آیات اور سورتوں کے خواص اور فوائد، جمع قرآن، تعلیم قرآن، ترتیل و تجوید، آداب تلاوت اور دیگر محاسن و محامد کا بیان نہایت احسن انداز میں کیا ہے۔ زبان اتنی سادہ، شگفتہ اور رواں دواں ہے کہ معمولی پڑھا لکھا آدمی بھی اس سے کما حقہٗ استفادہ کر سکتا ہے۔ حضرت مولانا محمد عطاء اللہ حنیف حفظہ اللہ نے اس کتاب کی تصدیر میں اولیں اشاعت اور بعد کے مراحل طباعت کا ذکر فرماتے ہوئے اس کتاب کی اہمیت و افادیت اجاگر کر دی ہے۔

خوبصورت ٹائٹل کے ساتھ عمدہ کتابت و طباعت نہایت دیدہ زیب ہے۔ المکتبۃ السلفیہ اس کی اشاعت پر مبارکباد کا مستحق ہے۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضؓ کی عمر پر تحقیقی نظر

تالیف: مولانا سید سلیمان ندوی رحؒ
ضخامت: درمیانہ سائز ۵۴ صفحات - قیمت ۴ روپے
ناشر: المکتبۃ السلفیہ شیش محل روڈ - لاہور

اس کتابچے کا پیش لفظ مولانا محمد عطاء اللہ حنیف مدظلہ کا تحریر کردہ ہے جس میں انہوں نے لکھا ہے کہ ۲۶-۱۹۲۵ء میں غیر منقسم ہندوستان میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی عمر کے سلسلے میں بحث چلی تھی۔ مولانا سید سلیمان ندویؒ نے اپنے موقر جریدہ "معارف" اعظم گڑھ میں بھی یہ سلسلہ بحث شائع کیا تھا۔ چونکہ وہ مضامین اس وقت ہر شخص کی دسترس میں نہیں آ سکتے اس لئے ان کو الگ کتابی صورت میں شائع کر دیا گیا ہے۔ نیز آج کل بھی بعض سطحی قسم کے لکھنے والے حضرات نے ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی عمر کو تختۂ مشق بنایا ہے اس لئے اس کی اشاعت اور بھی ضروری ہو گئی ہے۔ اس کتابچے میں علامہ سید سلیمان ندوی رح کی تحقیق و تدقیق اتنے عمدہ انداز میں پیش کی گئی ہے کہ حقائق نکھر کر سامنے آ گئے ہیں اور معترضین اور غلط رو حضرات کا جواب نہایت مدلل اور ثقہ روایات کے ذریعے دے دیا گیا ہے۔ امید ہے اہل علم و تحقیق اس سے بیش بہا استفادہ کر سکیں گے۔ دیدہ زیب سرورق کے ساتھ کتابت و طباعت بھی معیاری ہے۔

بیمہ (انشورنس) کی حیثیت

تحقیقات: مولانا عبید اللہ رحمانی، مبارکپوری
پروفیسر شیخ ابو زہرہ (مصری) مرحوم
اخبار اہلحدیث امرتسر (مولانا ثناء اللہ)
ضخامت: درمیانہ سائز ۴۲ صفحات - قیمت ۳ روپے
ناشر: المکتبۃ السلفیہ شیش محل روڈ - لاہور

آج کل بیمہ ہمارے ہاں اسی طرح رائج ہے جس طرح بنکاری کا نظام جاری ہے۔ کم روپے کے بدلے زیادہ روپیہ

حاصل کرنے کا یہ سلسلہ انگریزی معیشت و معاشرت کی عطا ہے جسے مسلمانوں نے بھی بلا سوچے سمجھے قبول کر رکھا ہے پاکستان میں جب اسلامی طرزِ حکومت اور اسلامی معاشرے کی تشکیل کا دعویٰ کیا جاتا ہے تو لازمی ہے کہ انگریز کے عطا کردہ غیر شرعی رسُوم و رواج اور اصُول و ضوابط بھی منقطع کر کے ان کے اسلامی نعم البدل کا اہتمام کیا جائے۔ بینکوں میں سُود کو ختم کرنے کے لئے اگرچہ حکومت نے غیر سودی نظام کو رائج کرنے کی مقدور بھر کوشش کی ہے مگر وہ بھی ابھی تک اسلامی نہیں بن سکا۔ اسی طرح بیمہ کے منافع کا معاملہ ہے۔ جو سراسر سُود (ربٰو) ہے۔

اس کتابچے میں مولانا عبیداللہ رحمانی مبارکپوری کا ایک بیش بہا مقالہ جو کسی سائل کے جواب میں ہے۔ اس میں مولانا نے بیمہ کی موجودہ صورت کو سُود (ربٰو) ثابت کیا ہے۔ اسی قسم کا ایک مقالہ پروفیسر شیخ محمد ابوزہرہ (مصری) مرحوم کا بھی اس کتابچے میں موجود ہے۔ نیز آخر میں اخبار اہلحدیث امرتسر (زیر ادارت مولانا ثناء اللہ مرحوم) سے بھی ایک اقتباس دیا گیا ہے۔

یہ کتابچہ اس موضوع پر نہایت محققانہ ہے۔ جس سے اہل علم خاصا استفادہ کر سکتے ہیں۔ سادہ اور خوبصورت ٹائٹل کے ساتھ معیاری کتابت و طباعت کا یہ رسالہ بڑی اہمیت و وقعت کا حامل ہے اور وقت کی بڑی ضرورت کو پورا کرتا ہے۔

صحت کی باتیں

تالیف: حکیم اکرام الحق

ضخامت: چھوٹا سائز ۱۶۰ صفحات قیمت دس روپے

ناشر: حکیم اکرام الحق، ۲۶ ایمپریس روڈ، لاہور

حکیم اکرام الحق صاحب محترم حکیم نور احمد صاحب (زبدۃ الحکماء) کے فرزندِ جلیل ہیں۔ انہوں نے صرف طب یونانی ہی کی تعلیم نہیں پائی بلکہ وہ کوالیفائیڈ ہیلتھ اسسٹنٹ (ایلو پیتھی) بھی ہیں۔ یوں وہ طب میں کسی حد تک "نجیب الطرفین" ہیں۔ علم الابدان اور علم الادویہ میں دونوں اطراف سے فیض یافتہ ہونے کے باعث طب و صحت میں ان کی نظر نہایت وسیع اور تجربہ اور مشاہدہ خاصا گہرا ہے۔ وہ جہاں ایک معالج ہیں وہاں صاحبِ قلم بھی ہیں۔ اپنے میدان میں کئی مضامین لکھ چکے ہیں، اب ان کی باقاعدہ کتاب "صحت کی باتیں" منظرِ عام پر آ گئی ہے، جس میں صحتِ انسانی کی صحت و سلامتی کے لئے نہایت مفید باتیں لکھی ہیں اور ساتھ ہی بیشتر امراض کی ماہیت، ان کی وجوہات اور پھر ان کا علاج بھی تجویز کیا ہے۔ اس لحاظ سے یہ کتاب ایک چھوٹا سا میٹریا میڈیکا بن گئی ہے جس سے عام آدمی بعض امراض کے آغاز میں گھر میں ہی علاج کر سکتا ہے۔ اس میں حفظانِ صحت کے بعض اصول اور صحت کے لئے بعض ورزشیں اور قدرتی ذرائع کے استعمال کی ہدایات بھی درج ہیں۔ غرض یہ نہایت مفید کتاب ہے جس کی قیمت اس کی افادیت کے لحاظ سے نہایت موزوں ہے۔

اطلاعات و اعلانات

وفیات

(۱) میرے والد بزرگوار پروفیسر میاں عبدالمنان صاحب (صدر شعبہ اسلامیات گورنمنٹ کالج ساہیوال) تقریباً ۳ ماہ بیمار رہ کر ۱۱ نومبر کو نشتر ہسپتال ملتان میں وفات پاگئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون ۔ مرحوم کی نماز جنازہ امیر مرکزیہ مولانا معین الدین لکھوی صاحب نے پڑھائی۔ والد مرحوم خدمتِ دین میں ہمیشہ پیش پیش رہتے تھے۔ فیروزپور ہی سے مولانا محمد عطاء اللہ حنیف مدظلہ سے ربط وعقیدت رکھتے تھے اور تادم واپسیں ان کے نیازمند رہے۔ تبلیغی شوق کا یہ عالم تھا کہ مسجد قدس اہلحدیث فرید ٹاؤن میں فی سبیل اللہ خطبہ جمعہ ارشاد فرماتے رہے۔ آپ کی تاریخ پیدائش دس محرم ۱۳۳۷ھ (۱۹۱۸ء) ہے۔ آپ تبلیغ و تدریس کے علاوہ صاحبِ قلم بھی تھے۔ آپ نے تاریخ اسلام کا دوسرا حصہ "خلافتِ راشدہ" معتبر اور مستند تاریخی کتب کے حوالے سے تحریر کیا۔ قارئین سے التماس ہے کہ والدِ مرحوم کی نماز جنازہ غائبانہ مسنون طریقے کے مطابق ادا فرمائیں (میاں محمد محسن بن میاں عبدالمنان صاحب مرحوم مکان ع ۱۲/۱۱ فاروق سٹریٹ۔ ساہیوال)

(۲) جمعیت اہل حدیث کرول (شالامار ٹاؤن) کے ممتاز رکن اور مسجد مبارک اہلحدیث نصیر آباد شالامار ٹاؤن لاہور کے خطیب مولانا عبداللطیف صاحب کے والد گرامی میاں عبدالرزاق صاحب ایک طویل بیماری کے بعد ۱۴ نومبر ۱۹۸۳ء کو انتقال فرما گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون ۔ مرحوم نہایت مخلص، متبع سنت تہجد گزار اور خلیق بزرگ تھے۔ اللہ تعالیٰ ان کی حسنات کو قبول فرمائے۔ اور جنت الفردوس میں درجاتِ عالیہ سے نوازے۔ قارئین مرحوم کی مغفرت کے لئے دعا فرمائیں۔

(محمد اسحاق علوی ناظم جمعیت اہلحدیث۔ لاہور شہر)

۳۔ حافظ الشیخ فہمی مرحوم کی وفات پر اخبار و رسائل میں خبر شائع ہوئی تو سن کر دلی صدمہ پہنچا۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کو اپنے جوارِ رحمت میں جگہ عطا فرمائے۔ آمین

مولانا سید عنایت اللہ بخاری گجراتی نے جو ہمارے ہاں تشریف لائے ہوئے تھے مغفرت کے علاوہ کافی دیر تک حافظ صاحب مرحوم کے تذکرے اور ان کے ساتھ اپنے تعلقات بیان کرتے رہے۔ ہم بھی حضرت مرحوم اور لواحقین اور جماعت اہلحدیث سے ہمدردی کا اظہار کرتے ہیں (قاری ظہور احمد صدیقی ناظم جمعیت اشاعت التوحید والسنۃ و خطیب جامعہ صدیقیہ جامع مسجد ذوالنورین ظفر آباد۔ جھنگ صدر)

(۴) میرے چچا میاں محمد ابراہیم یکم نومبر ۱۹۸۳ء کو ایک حادثہ میں جاں بحق ہوگئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرحوم بہت سے اوصاف کے مالک تھے۔ قارئین الاعتصام سے غائبانہ نمازِ جنازہ کی درخواست ہے (محمد سلیم عزیز۔ محمد یٰسین۔ نزد حبیب بنک منڈی راجووال ضلع اوکاڑہ)

(۵) بندہ کی والدہ محترمہ مورخہ ۱۲/۱۱/۸۳ بروز سوموار انتقال فرماگئیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون ۔ مرحومہ کی عمر تقریباً نوے سال تھی۔ سلفی العقیدہ اور پابند صوم و صلوٰۃ تھیں۔ قارئین ان کی مغفرت کے لئے دعا فرمائیں (بشیر احمد جاوید خطیب جامع مسجد مبارک اہلحدیث۔ چونیاں)

(۶) حاجی محمد جمیل صاحب نائب امیر مرکزی جمعیت اہلحدیث شہر شیخوپورہ کے سب سے چھوٹے فرزند ارجمند شیخ محمد صدیق المعروف کاکا مورخہ ۹/۱۱/۸۳ بروز جمعۃ المبارک عین عالم جوانی میں وفات پاگئے ہیں۔ مرحوم بہت ہنس مکھ، ملنسار اور موحد تھے قارئین کرام متوفی کی مغفرت اور لواحقین کے لئے صبر جمیل کی دعا فرمائیں (صابر علی ناظم اعلیٰ دارالعلوم محمدیہ۔ شیخوپورہ)

تبلیغی اجتماعات

(۱) مدرسہ دارالسلام المسجد الربانی حجرہ شاہ مقیم ضلع اوکاڑہ میں مورخہ ۱۱ دسمبر ۱۹۸۳ء کو ایک عظیم الشان سیرت النبیؐ کانفرنس

زیر صدارت مولانا معین الدین صاحب لکھوی امیر مرکزی جمعیت اہل حدیث پاکستان منعقد ہو رہی ہے جس میں جید علمائے اہلحدیث خطاب فرمائیں گے۔ یہ کانفرنس بعد نماز عشاء شروع ہوگی۔ اور صبح درس قرآن پاک پر اختتام پذیر ہوگی۔ موسم کے مطابق بستر ہمراہ لائیں۔ کھانے کا انتظام مقامی جماعت کے ذمے ہوگا۔ (محمد ابراہیم خلیل خطیب مسجد اہل حدیث حجرہ شاہ مقیم ضلع اوکاڑہ)

(۲) جمعیت شبان علمائے اہلحدیث پنجاب کی تبلیغی کانفرنس کے دسمبر کے پروگرام حسب ذیل ہیں۔

۱۔ ۷ دسمبر جمعۃ المبارک۔ حویلی لکھا
۲۔ ۱۲ ربیع الاول۔ مدرسہ تعلیم القرآن چک ۳۲ ٹو بلیو بی وہاڑی
۳۔ ۱۳ دسمبر۔ جمعرات۔ چک ۳۱/۲۔ ایل۔ اوکاڑہ
۴۔ ۱۵ دسمبر۔ ہفتہ۔ چک ۲۵۱/ ای۔ بی نزد گگو منڈی
۵۔ ۲۱ دسمبر۔ جمعہ۔ چک گلاب احمد پور شرقیہ

(مرکزی دفتر جمعیت شبان علمائے اہلحدیث پنجاب۔ گگو منڈی)

(۳) جامع مسجد قدس اہلحدیث نیو پلاٹ گوجرہ کے وسیع میدان میں مورخہ ۱۴ دسمبر کا خطبہ جمعہ مولانا محمد حسین صاحب شیخوپوری ارشاد فرمائیں گے۔ (صوفی محمد دین عاجز نیو پلاٹ گوجرہ)

تعمیر مسجد میں تعاون کی اپیل

جامع مسجد مبارک اہلحدیث کوٹھ کلاں نزد کنگن پور ضلع قصور، زیر تعمیر ہے۔ جماعت قلیل ہے۔ لہٰذا اصحاب خیر زیادہ سے زیادہ تعاون فرما کر جنت میں گھر بنائیں۔ (حاجی عبدالغنی قاضی دکاندار کوٹھ کلاں براستہ کنگن پور ضلع قصور) اکاؤنٹ نمبر ۔۔۔ حبیب بنک کنگن پور)

تاریخ اہل حدیث پاک و ہند

راقم الحروف نے تاریخ اہلحدیث پاک و ہند کے موضوع پر ایک کاوش شروع کر رکھی ہے اس کا پہلا حصہ جو الفیوض المحمدیہ کے نام سے شروع کیا جا رہا ہے۔ طباعت کے مراحل سے گزر رہا ہے۔ اس حصہ میں بالخصوص حافظ محمد لکھوی اور ان کے خاندان کی تفصیلی تاریخ لکھی گئی ہے۔ خصوصاً لکھوی خاندان کے متاخرین اور تلامذہ کے تذکرے بھی شامل ہیں۔ ایک صد کے قریب اہلحدیث علماء کے حالات تحریر کئے گئے ہیں۔ تمام اہل علم سے التماس ہے کہ سابق اہل حدیث علماء کے حالات راقم کو ارسال کر دیئے جائیں تو وہ اس حصہ میں شامل ہو سکتے ہیں (ابراہیم خلیل فیروز پوری خطیب جامعہ مسجد اہلحدیث حجرہ شاہ مقیم ضلع اوکاڑہ)

مناظرہ کے کیسٹ

اگر کسی شخص کے پاس مناظرہ کے کیسٹ ہوں تو مطلع فرمائیں۔ مناظرہ اہلحدیث اور بریلویوں کے درمیان ہو۔ فیصلہ کن ہو۔ اگر مناظرہ حافظ عبدالقادر روپڑی کا ہو تو بہت ہی اچھا ہے۔ نیز ہمارے ہاں سے علمائے اہلحدیث اور علمائے دیوبند کے جید علمائے کرام کے کیسٹ بھی مل سکتے ہیں (حافظ محمد عبدالستار عابد رؤف کیسٹ ہاؤس چوک چونگی ۱۴ ملتان شہر)

انتخاب

انجمن اسلامیہ بلتستان

امیر: شیخ عبدالرحمن صاحب خلیفت کریس: نائب امیر: مولانا محمد ابراہیم خطیب یوگو۔ ناظم اعلیٰ و ناظم تبلیغ: شیخ محمد حسن اثری غواڑی۔ نائب ناظم: عبدالوہاب خان متعلم دارالعلوم۔ محاسب۔ جناب عبدالسلام۔ بلغار (العلن عبدالوہاب خان نائب سیکرٹری انجمن اسلامیہ بلتستان مرکزی دفتر غواڑی۔)

انتخاب تحریک محمدی پاکستان

امیر: مولانا عبدالغفور ناظم آبادی۔ نائب امیر: مولانا قدرت اللہ فوقی۔ ناظم اعلیٰ۔ مولانا حافظ عبدالرحمن آزاد۔ نائب ناظم: مولانا محمد اشرف سلیم۔ ناظم نشر و اشاعت، عبدالحی انصاری۔ نائب ناظم نشر و اشاعت۔ مولانا عبدالرحمن نور پوری۔ ناظم مالیات مولانا صوفی گلزار احمد۔ نائب ناظم مالیات۔ مولانا محمد یعقوب طاہر (ناظم نشر و اشاعت تحریک محمدی پاکستان۔ فیصل آباد)

انتخاب تنظیم اصلاح معاشرہ اہلحدیث

سرپرست : مولانا عبدالجلیل صاحب ۔ امیر ۔ مولانا عبدالرحیم صاحب مسلم دوست ۔ ناظم اعلیٰ ۔ مولانا عبدالہادی فاروقی ۔ نائب ناظم ۔ ابراہیم حنیف صاحب ۔ ناظم نشرواشاعت رضوان اللہ صاحب ۔ ناظم مالیات ۔ حاجی فقیر زادہ صاحب ناظم لائبریری ۔ محمد اسحاق صاحب (شعبۂ نشرواشاعت تنظیم ہذا ۔ شہر کا نام درج نہیں)

انتخاب اہل حدیث یوتھ فورس کراچی

امیر : ملک نور محمد اعوان (ایڈووکیٹ) نائب امیر : محمد رفیق احمد سلفی صاحب ۔ ناظم اعلیٰ : ڈاکٹر عبدالحفیظ صاحب ۔ نائب ناظم محمد سلیمان خاں صاحب ۔ ناظم نشرواشاعت ۔ محمد انوار صاحب ناظم تعلیمات ۔ انس بن عبدالخالق الہندی ۔ ناظم بیت المال ۔ محمد صدیق (انس بن عبدالخالق السندی ناظم تعلیمات اہلحدیث یوتھ فورس کراچی)

شوگر کے مریض متوجہ ہوں

ذیابیطس یا SUGAR کا روحانی علاج موسم کے مطابق ہے آج ہی ایک کارڈ لکھ کر معلومات حاصل کریں اور اس بیماری کے مریض نجات پائیں (رحمانی شفاخانہ ۔ ۴۲۴ ۔ بی سیٹیلائٹ ٹاؤن گوجرانوالہ)

تبدیلی پتہ

بندہ چند وجوہات کی بناء پر مندرجہ ذیل پتہ پر آگیا ہے ۔ لہٰذا احباب جماعت تا اطلاع ثانی اسی پتہ پر خط و کتابت کریں (عبدالرحمٰن عزیز الٰہ آبادی مدیر ادارہ امر بالمعروف چوک (منڈا) سرور شہید تحصیل کوٹ ادو ۔ ضلع مظفر گڑھ)

شراکتی کھاتہ سود ہی ہے

حکومت کو اسلامی نظریاتی کونسل کی رپورٹ

کراچی ۔ اسلامی نظریاتی کونسل نے بنکوں سے نفع و نقصان کی بنیاد پر شراکتی کھاتوں کے موجودہ طریق کار کی بھرپور مخالفت کرتے ہوئے کہا ہے کہ یہ سودی نظام سے کسی طرح بھی مختلف نہیں ہے ۔ کونسل نے حکومت کو اپنی رپورٹ میں کہا ہے کہ پچھلے پانچ سال کے دوران نفاذِ اسلام کے سلسلے میں جتنے بھی اقدامات کئے گئے ان سے سودی نظام کی حوصلہ افزائی ہی ہوتی ہے ۔ کونسل کی جانب سے کہا گیا ہے کہ نفع و نقصان کے شراکتی کھاتوں میں جو رقوم لی جاتی ہیں ۔ ان کا طریقہ سود سے قطعی مختلف نہیں ہے ۔ اور اس طرح ملنے والے سود کو نفع کا نام دے دیا گیا ہے ۔ رپورٹ میں کہا گیا ہے کہ مارک اَپ کا موجودہ طریقہ بیع مؤجل سے بھی نہیں ملتا ۔ اس میں سود در سود شامل ہے ۔ علماء نے مارک اپ کے طریق کار کو مخصوص حالات میں اختیار کرنے کی اجازت بھی دی ہے ۔

ضروری اعلان

احباب کی اطلاع کے لئے بار بار اعلان کیا جا رہا ہے کہ الاعتصام کی محدود ضخامت کے پیش نظر تبلیغی رودادیں اور ہو چکنے والے جلسوں کی رپورٹیں شائع نہیں کی جا سکتیں اس کے باوجود اکثر رپورٹیں موصول ہوتی ہیں جن کے شائع نہ ہونے کے باعث احباب کو ملال ہوتا ہے ۔ ہم اس سلسلے میں معذرت چاہتے ہوئے پھر گزارش کرتے ہیں کہ رپورٹیں ارسال نہ کی جائیں البتہ ان میں پاس کی جانے والی قراردادیں روانہ فرمائی جائیں جن کی اشاعت ضرور کی جائے گی ۔ نیز جلسوں کے انعقاد کے اعلان مقررہ تاریخ سے کم و بیش دس روز پہلے دفتر میں پہنچ جانے چاہئیں ۔ پرچہ مکمل ہو چلنے پر تعمیل حکم مشکل ہو جاتی ہے (ادارہ)

خط لکھتے وقت

خریداری نمبر کا حوالہ ضرور دیں

کشمینا
اُون
کشمینا اُون جیسی کوئی اُون نہیں
حاجی محمد ابراہیم اینڈ سنز
شاہ عالم مارکیٹ، لاہور
فون: ۶۶۱۳۵

نام بھی اچھا — کام بھی اچھا
صُوفی سوپ ہے سب سے اچھا
صُوفی سوپ
گذشتہ اٹھائیس ۲۸ سال سے آزمایا ہوا!
صوفی سوپ ہر قسم کے کپڑوں کی دُھلائی کے لئے
تمام صابنوں اور پوڈروں سے بہتر ہے،
تار: صوفی سوپ
فون: ۶۴۵۲۲
۵۴۵۲۳
صُوفی سوپ فیکٹری رجسٹرڈ
۳۹ فلیمنگ روڈ
لاھور

PHONE 54406 WEEKLY AL-AITISAM LAHORE R.L. No. 5523
30-11-84